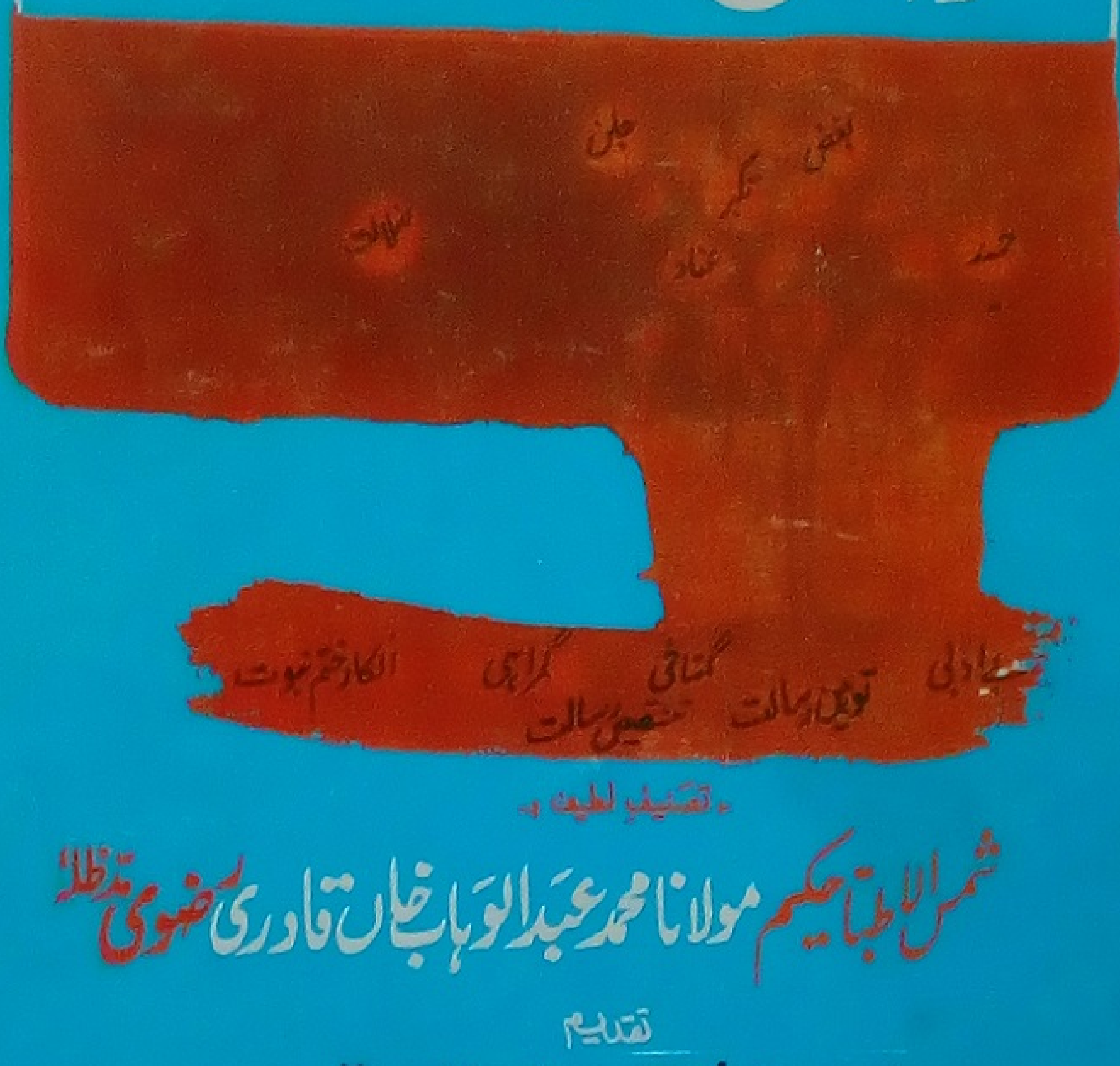
دامن کو ذرا دیکھ



تصنیفِ لطیف

شمس الاطبا حکیم مولانا محمد عبدالوہاب خاں قادری رضوی مدظلہ

تقدیم

ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ • حیدرآباد

دار العلوم احسن البرکات

شاہراہ مفتی محمد خلیل خاں

24

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

سب تمہارے در کے رستے ◊ تم ہی اک راہ خدا ہو

بحمدہ تعالیٰ رسالہ ہدایت قبالہ، ضلالت وگمراہی سے بچانیوالا مسلمانوں کو درس اخوت دینے والا

مسمی بہ

خیر الھدی لدفع الطغیٰ

دامن کو ذرا دیکھ

تصنیف لطیف:۔
شمس الاطبا حکیم مولانا محمد عبدالوہاب خان قادری رضوی مدظلہ

تقدیم
ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدرآباد
دارالعلوم احسن البرکات شاہراہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی

نام کتاب: خیر الہدیٰ لدفع الطغیٰ

المعروف بہ: "دامن کو ذرا دیکھ"

مصنف: علامہ محمد عبد الوہاب خاں قادری

تبییض: مفتی احمد میاں برکاتی

کتابت: افتخار احمد انجم

پروف ریڈنگ: حافظ محمد حماد رضا خاں نوری

صفحات: ۱۱۲

بار اوّل: جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ / نومبر ۱۹۹۴ء

تعداد: ایک ہزار

نگراں طباعت: عادل میاں برکاتی

معاونین: حسان رضا، نعمان رضا، جواد رضا

قیمت: -

ملنے کا پتہ

۱۔ مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد۔

۲۔ جامعہ خلیلیہ برکاتیہ، الوحید کالونی حالی روڈ حیدر آباد۔

۳۔ مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی۔

۴۔ ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد بسم اللہ مسجد کھارادر کراچی۔

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پر نور مولی الکریم فقیہ العظیم فرید الدوراں وحید قراں سیدی وسندی ومرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہ کرم نے بے شمار لوگوں کو قعر ضلالت وگمراہی سے نکال کر جادۂ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان کرم آج بھی جاری وساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

فقیر سگ بارگاہ رضا

ابو الرضا محمد عبد الوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ

۲۰ شوال ۱۴۱۲ھ

فہرست مضامین

تقدیم

از:- علامہ مفتی احمد میاں برکاتی مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد
چیئرمین:- عالمی دائرۃ البرکات (پاکستان شاخ)

ہندوستان کے ضلع شاہجہاں پور کے علاقہ تال گاؤں کے پٹھان اپنی بہادری میں بڑے مشہور تھے، ٹھاکران سے بہت ڈرتے تھے ۔ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں، جب اس علاقہ کے پٹھانوں نے، جو اصل میں کوہاٹ سے یہاں آکر آباد ہو گئے تھے انگریزوں کا بڑا مقابلہ کیا اور ان کو ناکوں چنے چبوا دیئے تو اسکی سزا میں ۔ انگریزوں نے ان کی زمینیں ضبط کرلیں اور اپنے حامیوں کو عنایت کر دیں، ان ہی بہادروں میں نواب مرتضیٰ خاں تھے ۔ جن کی بہادری کا شہرہ دور دور تک تھا ۔ ان ہی نواب مرتضیٰ خاں کے ایک صاحبزادے کفایت خاں تھے، جن کے صاحبزادے عبدالرزاق کے ہاں جولائی ۱۹۲۵ء میں ایک ولی پیدا ہوا، نومولود کا نام والد گرامی نے محمد عبدالوفا خاں رکھا ۔ یہی بچہ بڑا ہو کر دین متین کا زبردست خادم اور محافظ بنا، آج لوگ اس بچے کو مولانا عبدالوہاب خاں قادری رضوی کے نام سے جانتے ہیں، خاندان اور قبیلہ کا اثر مولانا کی صورت و سیرت دونوں سے خوب نمایاں ہے، اظہار حق میں کبھی ان کا قلم و زبان خاموش نہیں رہا ۔ آج تک اہل باطل سے ان کے مقابلے جاری ہیں ۔ مولانا نے مڈل کا امتحان تال گاؤں میں پاس کیا، جہاں سے ان کو بریلی کی سرزمین نے اپنی طرف کھینچ لیا اور مولانا اپنے ننھیال تشریف لے آئے ۔ اس وقت عمر بارہ سال تھی اور امام اہلسنت کے وصال کو سترہ سال ہو چکے تھے

مدرسہ منظر اسلام میں تعلیم دینیہ کا آغاز فرمایا اور یہیں سے تکمیل علوم فرمائی۔
فراغت علوم دینیہ کے بعد آپ نے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی، آپ کے مشہور اساتذہ میں مفتی سید محمد افضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی عبد العزیز صاحب شامل ہیں۔ پاکستان معرض وجود میں آیا تو مولانا کے والد گرامی اپنے دوسرے دو بیٹوں شہاب الدین خاں اور عبد الوحید خاں کے ہمراہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان تشریف لے آئے اور سندھ کے مشہور شہر لاڑکانہ کو اپنا مسکن بنایا۔ ۱۹۵۱ء میں علامہ عبد الوہاب خاں بھی پاکستان آگئے۔ اور طویل مدت تک ایک اسکول میں بطور ہیڈ ماسٹر انتظام و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ سے فیض حاصل کرنے والے طلبہ سالانہ تقریباً پانچ چھ سو ہوتے تھے۔ اسی دوران ۶۸ء میں والد گرامی علاج کی غرض سے کراچی آئے اور یہیں ان کا انتقال ۶۸ء میں ہی ہوا۔ ان ہی ایام میں حضرت علامہ کی ملاقات خلیل ملت مفتیٔ اعظم سندھ علامہ مفتی محمد خلیل خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، مفتیٔ اعظم نے حضرت مولانا موصوف کو اپنا برادر خورد قرار دیا اور یوں علامہ کا حیدر آباد بھی آنا جانا شروع ہو گیا۔ ۷۱ء میں سندھ کی بدامنی اور معاشرتی خرابیوں کی بنا پر جب حالات کی کشاکش نے زیادہ پریشان کیا تو مولانا اپنا مکان اونے پونے فروخت کر کے مستقل طور پر کراچی میں تشریف لے آئے اور یہاں آکر کورنگی کو اپنا مسکن بنایا۔ جہاں اب تک تقریباً پچاس طلبہ کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کر چکے ہیں۔
۶۰ء میں مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط کے ذریعہ علامہ عبد الوھاب کو اپنی خلافت عنایت فرمائی پھر ۱۹۷۰ء میں مفتی اعظم ہند نے حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ کے ہمراہ دستی خلافت اور تمام اجازات بھجوائیں۔

مولانا نے یکے بعد دیگرے تین شادیاں کی ہیں۔ پہلی شادی ضلع پیلی بھیت کے پٹھانوں میں مولانا شفیع احمد خاں کے بھائی طفیل احمد خاں ہیڈ ماسٹر کی لڑکی سے ہوئی بچے انتقال کر گئے۔ بیوی سے علیحدگی ہو گئی۔ دوسری شادی غنی حیدر خان کی صاحبزادی سے ۵۵ء میں ہوئی، جن سے نور الہدیٰ لڑکا ۵۶ء، زہرۃ الفردوس، ۵۷ء، وسیم ۵۹ء اور شمیم (لڑکیاں) ۶۱ء میں تولد ہوئے۔ اوّل الذکر دو بچے صغر سنی میں انتقال کر گئے۔ وسیم فاطمہ اور شمیم فاطمہ کراچی میں موجود ہیں۔ اہلیہ کا ۶۲ء میں انتقال ہو گیا۔ تو پھر تیسرا عقد ۶۳ء میں سکھر میں ہوا جن سے چار بچے ہیں۔

حضرت علامہ نے اس کتاب میں نہایت تفصیل کے ساتھ عقائد حقہ کا تقابل عقائد باطلہ سے کرتے ہوئے۔ دیوبندی اور غیر مقلدین کی خوب پول کھولی ہے۔ مولا تعالیٰ مزید ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

فقیر قادری احمد میاں برکاتی غفرلہٗ

فرمان برکت نشان علامہ زمان فہامہ دوران ناصر اہل ایمان ماحی کفر و طغیان حضرت الحاج مولٰنا مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری القادری دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف

۷۸۶
۹۲

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

حضرت بابرکت مولانا مولوی محمد عبدالوہاب صاحب قادری رضوی بفضلہ تعالیٰ سنی عالم دین ہیں آپ کا تعلق بریلی سے ہے اور آپ سلسلۂ رضویہ سے منسلک ہیں اور اپنی تحریر و تقریر سے مسلک اہلسنت کی حمایت اور بدمذہبوں خصوصاً وہابیہ و دیابنہ کے عقائد باطلہ کے رد میں مصروف ہیں میں نے ممدوح کی کتابیں جو انہوں نے مودودی وغیرہ کے رد میں تصنیف فرمائی ہیں دیکھیں، ماشاءاللہ ممدوح نے احقاق حق اور حمایت سنیت و ابطال باطل و رد بطالات و ضلال وہابیت نہایت عالمانہ شان سے فرمایا ہے۔ مولائے کریم ممدوح کے علم میں روزافزوں ترقی فرمائے اور مسلمانوں کو ان سے مستفیض فرمائے میں اپنے سنی بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت مولانا کے علم و فضل سے مستفید ہوں۔

والسلام

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ

تقریظ دل پذیر حضرت علامہ مولانا ندیم احمد قادری مدرس دار العلوم امجدیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کون نہیں جانتا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و الفت، تعظیم و توقیر، مدار ایمان، اور ذریعہ قبولِ اعمال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وتعزروہ وتوقروہ "یعنی رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم و توقیر کرو" اور صحیح بخاری شریف کتاب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ یعنی "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے والدین، اولاد اور دنیا بھر کے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں" اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مومن کے ایمان کی اساس و بنیاد حُبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ لیکن مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کے مطابق کہ "میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے" برصغیر ہندوستان میں انگریزوں کی زیر سرپرستی تربیت پانے والا ایک نیا فرقہ وہابیہ ظاہر ہوا جس نے ایک طرف تو مسلمانوں کے خلاف کفر و شرک کے فتوے دیئے تو دوسری طرف ناموس رسالت کی حرمت و عزت کو پامال کیا۔ وہابیت کا سرخیل مولوی اسماعیل دہلوی ہے، جس نے مسلمانوں کے مسلّمہ معتقدات کے خلاف "تقویت الایمان" نامی کتاب لکھ کر توحید کے نام پر اساس ایمان، یعنی حبِ صاحب قرآن کو کمزور کیا اور اسی فرقے کے حکیم الامۃ مولوی اشرف علی تھانوی نے یہ کہہ کر کہ حضور کا علم بچے، پاگل اور چوپائے جانوروں کی طرح ہے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ یہ

مسلمان کہلوانے والا، اور رسول کی امت میں ہونے کا مدعی، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دے رہا ہے اب فیصلہ عوام کی عدالت میں ہے کہ کیا باغی اسلام کے اس باغی کے لئے دامن اسلام میں اب بھی کچھ جگہ باقی رہ جاتی ہے؟ جبکہ خلاصۃ الفتاوی میں ہے۔ ولو قال لشعر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شُعَیرُ ایکفرون قال لطریق اہانۃ۔ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک (شعر) کو بنیت توہین شُعَیر کہنے والا کافر ہے"

بتائیے کیا اس حکم کی روشنی میں حضور کے علم کو جانوروں سے تشبیہ دینے والا مسلمان رہیگا؟
آج بھی اس گمراہ گروہ کے لوگ اصلاح کی آڑ میں سیدھے سادے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے، آئے دن ندائے یا رسول اللہ، استعانت بالغیر، نور و بشر اور علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ مسائل پر اعتراضات کر کے مسلمانوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے انہیں گمراہ بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی ان کے عقائد باطلہ کو ظاہر کرتے ہوئے ان کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کے دنداں شکن جواب دے۔ الحمد للہ حضور سیدی مرشدی مولائی خلیفہ مفتیٔ اعظم عالم اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عبدالوہاب خاں قادری دامت برکاتہم عالیہ، نے احقاق حق و ابطال باطل فرماتے ہوئے نہایت موثر انداز میں وہابیہ کے عقائد اور مسائل کو مختصر مگر جامع انداز میں پیش کیا ہے اگر گروپ بندی، اور تنگ نظری سے ہٹ کر تعصب کی عینک اتار کر بیان کردہ حقائق کو دیکھا جائے تو امتیاز حق و باطل سے کوئی چیز مانع نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر سے مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہنچائے اور حضور کی صحت و عمر میں برکت فرمائے۔ آمین

فقط

ندیم احمد قادری، فاضل دارالعلوم امجدیہ کراچی

۱۷ اپریل ۱۹۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین علی ان من علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ○ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ○ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ○ فاشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان سیدنا ومولنا وملاذنا وماؤنا وشفیع ذنبنا عند ربنا محمدا عبدہ ورسولہ عبد خیر العباد ورسول افضل الرسل ونبی سید الانبیاء و امام الکل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واتباعہ واحبابہ صلاۃ تبقیٰ وتدوم بدوام الملک الحی القیوم وبارک وسلم دائما ابد الابدین وسرمد ادھر الداھرین آمین یارب العٰلمین - اما بعد۔ عزیزانِ ملت برادرانِ اہلسنت! ہم سب کا مالک ومولیٰ اللہ سبحٰنہ تعالیٰ جو بے نہایت مہربان، بے غایت منان، اپنے بندوں پر اپنی رحمت گستردہ فرماتا امن وسلامتی کی جانب بلاتا ہوا ارشاد فرماتا ہے ان الدین عند اللہ الاسلام - بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے تو اسلام میں داخل ہونا ہی دائرہ امن وسلامتی میں داخل ہونا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ	اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل
ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن انہ لکم	ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو
عدو مبین۔	بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے۔ عبد اللہ بن سلام یہود کے سردار تھے بمعہ اصحاب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت موسوی کے بعض احکام پر قائم رہے شنبہ کی تعظیم کرتے اس روز شکار سے اجتناب لازم

اور اونٹ کے دودھ اور گوشت سے پرہیز کرتے باین خیال کہ اسلام میں یہ
چیزیں مباح ہیں ان کا کرنا ضروری نہیں اور توریت میں ان سے اجتناب لازم تو انکے
ترک میں اسلام کی مخالفت بھی نہیں اور شریعت موسوی پر بھی عمل ہو جاتا ہے اس پر یہ
آیت کریمہ نازل فرمائی ارشاد فرمایا گیا کہ "احکام اسلام کا پورا اتباع کرو" (خازن) یہ خطاب
بصورت عتاب اسلام میں پورے داخل ہو شیطان کی پیروی نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا
کہ اللہ تعالیٰ کو کسی مذہب کی اتنی رعایت بھی گوارا نہیں کہ اسلام میں جو اشیا ضرور نہیں بلکہ
مباح ہیں کسی دوسرے مذہب کی رعایت کرتے ہوئے ان کو ترک کیا جائے بلکہ انکے
ترک کو شیطان کی پیروی سے تعبیر کیا گیا تو محل غور یہ امر ہے کہ جو باتیں صراحتہً خلاف،
بے دینی اور گمراہی کا سبب ہوں وہ کس قدر غضب جبار و قہر قہار کا موجب ہوں گی
تو جو قصداً جان بوجھ کر دائرۂ اسلام سے نکلا اور بے دینی اور کفر کو اختیار کیا وہ ہلاکت میں
پڑا اور جہنم میں گیا چنانچہ ارشاد فرمایا۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ
ما تولیٰ ونصلہ جھنم وساءت مصیراً
(القرآن)

اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے
کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ
سے جدا چلے ہم اسے اس حال پر چھوڑ دینگے اور اسے
دوزخ میں داخل کرینگے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ
شذ فی النار۔

سواد اعظم کی پیروی کرو جو اس سے علیحدہ
ہوا وہ دوزخ میں علیحدہ کیا گیا۔

جس نے اس گہوارہ امن وعافیت (اسلام) کو چھوڑا وہ ہلاک ہوا اور دوزخ میں
گیا تو سلامتی صرف اسی میں ہے کہ ایمان کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
دامن کرم سے وابستہ رہے ان کی تعظیم اور توقیر اور محبت ہی ایمان ہے۔

عزیزانِ ملت! اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات میں واجب ازلی اور قدیم ہے اسی طرح اس کی تمام صفات بھی ازلی و قدیم ہیں۔ علم اس کی صفات ذاتیہ سے ہے وہ ہر شے کو ہمیشہ سے جانتا ہے اس کا علم غیر متناہی ہے جسکی کوئی حد نہیں۔ اور کوئی شے اگرچہ کسی زمانہ میں ہو اس کے علم سے خارج نہیں آدم علیہ السلام کی پشت میں جو ان کی اولاد تھی ان کے احوال و کردار کو بھی ہمیشہ سے ہی جانتا ہے۔

عالم ارواح میں ان کی ذریت ان کی پشت سے نکالی اور ان سے عہد لیا۔

کما قال تعالیٰ "واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربکم قالوا بلی شهدنا"	اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے انکی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہیں۔

آدم علیہ السلام کی پشت میں جو اولاد تھی ان میں مومن بھی تھے اور کافر بھی مرتد بھی تھے، منافق بھی، چنانچہ جب آدم علیہ السلام کو اتارا گیا تو ارشاد فرمایا۔

قلنا اهبطوا منها جمیعا فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون - والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئك اصحاب النار هم فیها خلدون -	ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کے پیرو ہو تو اسے نہ کوئی اندیشہ اور نہ کچھ غم اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا

آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر لانے میں یہ حکمت بھی تھی کہ ان کی پشت میں جو ذریت ہے وہ ان کے احوال و اعمال سے واضح ہو جائے جس کے وہ اہل ہیں چنانچہ ایک قانون وضع فرمایا گیا کہ جو ہماری ہدایت کی پیروی کرے وہ جنتی ہے اور جو اسکا منکر ہو وہ دوزخ میں جائے گا۔ تاکہ ہر گروہ دوسرے سے ممتاز ہو جائے ہر مومن و کافر جدا ہو جائے لہٰذا ان سب کو چھانٹ دیا دو گروہوں جنتی، دوزخی میں

بانٹ دیا فرمایا

فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر — ایک فریق جنت میں دوسرا دوزخ میں۔

تو امتیاز قائم فرمانے کے لئے تفریق فرمائی گئی اور ارشاد ہوا۔

فریق ھدی و فریق حق علیھم الضللۃ انھم اتخذوا الشیطٰن اولیاء من دون اللہ و یحسبون انھم مھتدون۔ — ایک فرقہ کو راہ دکھائی اور ایک کی گمراہی ثابت ہوئی انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو والی بنالیا اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔

اور ارشاد فرمایا جاتا ہے:۔

اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور و الذین کفروا اولیئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی الظلمٰت اولئک اصحٰب النار ھم فیھا خلدون۔ — اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

معلوم ہوا کہ زمین پر لانے کا مقصود ہی امتیاز فرمانا، مومنین سے کفار کو جدا کرنا تھا اور تاکیداً فرمایا گیا:۔

ھوالذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن۔ — وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان۔

پھر کفار کی بابت فرمایا گیا۔

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنم خلدین فیھا اولئک ھم شر البریۃ۔ — بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں

مخلوق میں انسان و حیوان سب ہی داخل ہیں اور کفار کو تمام مخلوق میں

بدتر فرمایا گیا معلوم ہوا کہ کافر حیوانوں سے بھی بدتر ہیں۔ کفر مقابل ہے اسلام کے تو جو چیز منافی اسلام ہے وہ کفر ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود جاننا اسلام اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا منکر ہو وہ کافر بلکہ اس کے وجود میں شک کرنے والا بھی کافر ہے اگرچہ وہ اپنے کو موحد کہتا ہو، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کہ ازلی اور قدیم ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو حادث بتائے وہ بھی کافر ہے اگرچہ وہ خود کو مسلمان کہتا ہو۔ اسی طرح جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانے یا آپ کے بعد دوسرا نبی پیدا ہونا ممکن جانے وہ بھی کافر ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ الحاصل جو بات منافی اسلام ہو وہ یقیناً کفر ہے اور اس کا قائل کافر ہے

مشرک اے عزیز! شرک کفر کی بدترین قسم ہے مشرک مقابل توحید کے جو بات توحید کے منافی ہو وہ شرک ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو واجب الوجود جاننا یا قدیم ماننا یا لائق عبادت سمجھنا یا کسی کے لئے کسی صفت کو بھی ذاتی (بے عطائے الٰہی) ماننا وغیرہ یہ سب باتیں شرک ہیں تو شرک کا مطلب ہے خدائی میں شریک کرنا بالفاظ دیگر دوسرا خدا تجویز کرنا کہ جس کو بھی خدائی میں شریک مانا وہ بھی خدا ہی ہوگا۔

مومن جو ہر کفر و شرک سے بیزار ہو وہ مومن ہے۔ کفر و شرک سے بیزار ہونے کا مطلب، کفار و مشرکین سے بیزار ہونا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے انکی مدد کی

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ (القرآن)

اور انہیں باغوں میں لے جائیگا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

مشہور شاعر حفیظ جالندھری صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا حال اس طرح بیان کرتے ہیں :-

اصول ملت اسلام توڑا جا نہیں سکتا
کوئی رشتہ عدوئے حق سے جوڑا جا نہیں سکتا
پدر کی ذات حملہ آوروں کے درمیاں پائی
تو ایمان پسر نے سب سے پہلے تیغ چمکائی
پسر کو جب عدوئے دین محبوب خدا پایا
تو شمشیر پدر نے خون پینے کا مزا پایا
پرانے رشتے ناطے عشق نے سب قطع کر ڈالے
بڑھی جب نوک خنجر بہہ گئے سب پس کے چھالے
ہوئی حائل نہ راہ حق میں ندی شیر مادر کی
کہ بڑھ کر کاٹ لی گردن برادر نے برادر کی
جنہیں خوشنودئی ذاتِ خدا مطلوب ہوتی ہے
لحاظ خوں سے کب انکی طبع مغلوب ہوتی ہے
برادر، باپ، بیٹا کوئی ہو، جب دشمن دیں ہے
تو اس کی پاسداری سر بسر توہین آئیں ہے
بشر جب رشتۂ الفت خدا سے جوڑ لیتے ہیں
تو اپنے دل جہان ماسوا سے موڑ لیتے ہیں

خدا ہی کیلئے خلق خدا سے دوستی انکی
خدا ہی کیلئے اہل جفا سے دشمنی انکی

پھر دین کی اساس ایمان کی جان حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق یوں تحریر فرماتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال و جاں اولاد سے پیارا

(شاہنامہ اسلام جلد دوم ص ۹۹ تا ۱۰۱ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سے منتخب اشعار)

مومن کیلئے بشارت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولٰئک ھم خیر البریۃ جزاؤھم عند ربھم جنّٰت عدن تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ۔

بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں انمیں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لیئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

(القرآن)

مومن کیلئے یہ بشارت کتنی عظیم ہے کہ اس کو تمام مخلوق میں بہتر فرمایا گیا۔

مزید برآں جنت ان کا مسکن، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

کفار کی دو قسمیں ہیں ایک کافر مجاہر جو علانیہ منکر اسلام ہے دوسرا کافر جو بظاہر کلمہ اسلام پڑھتا اپنے کو مسلمان کہتا مگر دل سے اسلام کا منکر ہے اس کو منافق کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ عزوجل اپنے پیارے محبوب سے ارشاد فرماتا ہے۔

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ومأوٰھم جھنم وبئس المصیر۔

اے غیب کی خبر دینے والے (نبی) جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر سختی کرو اور انکا ٹھکانہ دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔

اللہ تعالیٰ نے کافر و منافق دونوں سے جہاد کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا یہ دوزخی ہیں دوسری جگہ ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

وعد اللہ المنٰفقین والمنٰفقٰت والکفار نار جھنم خٰلدین فیھا۔

یعنی اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہاں کافر و منافق دونوں کیلئے آگ دوزخ کا وعدہ فرمایا۔ تیسری جگہ ارشاد فرمایا۔

ان المنٰفقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لھم نصیرا۔

بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ان کا ہرگز کوئی مددگار نہ پائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ منافق کافر سے زیادہ بدتر ہے جن کیلئے جہنم کا سب سے نیچے والا طبقہ بتایا گیا۔

منافق مسلمان ہونے کا مدعی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین

اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔

ظاہری ایمان سے ان کا مقصود مسلمانوں کو فریب دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یخدعون اللہ والذین امنو ومایخدعون الا انفسھم وما یشعرون۔

فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں۔

اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے اس کو فریب دینے کا وہم بھی نہیں ہو سکتا حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافق اپنے گمان میں دھوکا دینا چاہتے تھے اللہ نے فرمایا دھوکہ نہیں دے سکتے سوائے اپنی جانوں کے یعنی وہ خود فریب میں مبتلا ہیں

منافقین کا کردار | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔

اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ کلمہ پڑھنا، اسلام کا مدعی ہونا، نماز روزہ ادا کرنا مومن ہونے کیلئے کافی نہیں جب تک دل میں تصدیق نہ ہو اور ان کے دل میں بھی کوئی اعتقاد کفر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جتنے فرقے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور کفر کا اعتقاد رکھتے ہیں سب کا یہی حکم ہے کہ وہ کافر اور خارج اسلام ہیں شرع میں ان کو منافق کہتے ہیں ان کا ضرر کھلے کافروں سے زیادہ ہے من الناس فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ گروہ بہتر صفات وانسانی کمالات سے ایسا عاری ہے کہ اس کا ذکر کسی وصف وخوبی کے ساتھ نہیں کیا جاتا منافق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور کے رسول ہونے کی شہادت بھی دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اذا جاءک المنٰفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بےشک

لرسولہ واللہ یشہد ان المنٰفقین لکٰذبون۔

اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے منافق ضرور جھوٹے ہیں

اگلی آیت میں اس کی علت بیان فرمائی جاتی ہے اور فرمایا جاتا ہے۔

اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انھم ساء ما کانوا یعملون ذالک بانھم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون۔

(القرآن)

اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرالیا تو تو اللہ کی راہ سے روکا بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

جیسا کہ آج کل مدعی اسلام مسلمانوں کو اسلام کی دعوت دیتے اور درس قرآن اور درس حدیث کے بہانے مسلمانوں کو فریب دے کر بے دین و گمراہ بناتے وہابیت کا سبق پڑھاتے ہیں حالانکہ ان کے مذہب میں آیت خاتم النبین کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ حضور کا نبی آخر الزماں ہونا عوام کا خیال ہے۔ اگر بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا، خدا کے جھوٹ کو ممکن جانیں، علم محیط زمین، شیطان کیلئے نص سے مانیں اور یہی علم محیط زمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک جانیں، اور شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرائیں۔ وغیرہ وغیرہ کفریہ عقیدے رکھیں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے دور رہنے کا حکم دیا۔ کما مر۔ اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فٰسقون

اور ان (منافقین) میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ انکی قبروں پر کھڑے ہونا۔ بیشک وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے

اللہ تعالیٰ نے منافقین کو جدا کر دیا مومن کہ مخلوق میں سب سے بہتر اور کافر و منافق مخلوق میں سب سے بدتر تو دونوں کا ملاپ اور ایک ساتھ رہنا خلاف عقل بھی ہے، پرندہ ہونے کی مناسبت سے کوا اور کبوتر دونوں پرندے ہی ہیں مگر کبوتر اگرچہ کالا ہی ہو کوں کے ساتھ نہیں رہتا تو مسلمان کا فرو منافق کے ساتھ کیسے رہ سکتا ہے یہ امر اللہ عزوجل کو بھی گوارا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما کان اللہ لیذر المومنین علیٰ ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب۔	یعنی اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے (منافق) کو ستھرے (مومن) سے۔

غور طلب یہ امر ہے کہ اللہ واحد قہار نے منافق کو خبیث اور مومن کو طیب فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے منافقین کو نکال دیا اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائی۔

کافر دوستی کا اہل ہی نہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرماتا ہے۔

یاایھا الذین امنوالا تتخذ وا الکٰفرین اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلوا اللہ علیکم سلطٰنا مبینا۔	اے ایمان والو کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا۔ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت قائم کرلو۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے کہ کافروں کو دوست بنانا منافقین کی خصلت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

یاایھا الذین امنوالا تتخذ وا الیھود والنصٰریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض، ومن یتولھم منکم	اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی

فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ۵ فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرۃ ط فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسھم نٰدمین ۵

رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے بیشک اللہ بے انصافوں کو راہ نہیں دیتا اب تم انہیں دیکھو گے کہ جن کے دلوں میں آزار (نفاق) ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے تو نزدیک ہے کہ اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم ان پر جو اپنے دلوں میں (نفاق) چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں

اس فرمان ہدایت نشان سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ اوّل یہ بہت سخت کہ یہود و نصاریٰ باوجودیکہ اہل کتاب ہیں مگر حکم دیا جا رہا ہے کہ مسلمان ان کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ دوم فرمایا گیا جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے سوم۔ کفار کو دوست بنانا منافقین کی خصلت ہے۔ جیسا کہ دارالعلوم دیوبند کے صدسالہ جشن پر مہمان خصوصی ہندو جٹا دھاری کو بلایا اور اعزازی صدر اندرا گاندھی کو بنایا۔ یہ جلسہ و جشن سیاسی نہ تھا بلکہ دارالعلوم دیوبند کی صدسالہ خوشی میں تھا ظاہر ہے کہ مذہبی جلسہ میں اپنے مذہب کے بزرگوں ہی کو اعزازی مہمان بنایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا یتخذ المومنون الکٰفرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منھم تقٰۃ ط ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر ۵

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا، اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا، مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔

اس سے معلوم ہو کہ یہ لوگ حقیقت میں مسلمان نہیں اگر ہوتے مسلمان تو

دوم معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا اللہ سے ہرگز کافروں سے دوستی نہ رکھتے کچھ علاقہ ہی نہ رہا۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ ایسے گندم نما جو فروش مسلمانوں کے روپ میں منافق سے ہمیشہ دور رہیں ایمان کی سلامتی اسی میں ہے۔

مسلمانوں کے دوست | اللہ اور اس کا رسول ہیں اللہ عز و جل ارشاد فرماتا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین	یعنی تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اسکا
امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و	رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں
یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ؕ	اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے
ومن یتول اللہ ورسولہ والذین	ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں
امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون ؕ	کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

عزیزان ملت۔ کیا دوستی کیلئے اللہ اور اس کا رسول کافی نہیں کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی سعادتمندی اور عزت افزائی ہو سکتی ہے؟ کہ اللہ اور اس کا پیارا محبوب تمہارا دوست ہو اس نعمت عظمٰی و رخوت کبریٰ پر جان قربان کرنے کو جی چاہتا ہے ہماری جانوں کا نذرانہ اس نعمت کبریٰ کے سامنے کوئی چیز نہیں اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے دشمنان خدا و رسول کو چھوڑ دینا تو ماشا اللہ بالکل آسان ہے ذرا یہ تو سوچو کسے چھوڑا تو کسے پایا الحمد للہ رب العالمین یہی اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی غالب ہے۔ خدانخواستہ اگر تم نے اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے موافقت کی ان کو اپنا دوست بنایا تو اللہ تعالیٰ سے تمہارا تعلق ٹوٹ جائے گا پھر تم بھی پچھتاتے رہ جاؤ گے۔

ایک بہتان لئیم اور اس کا جواب فہیم | عموماً مومنین صالحین پر یہ اختراع عظیم ہے کہ یہ لوگ وہابی، دیوبندی۔ تبلیغی، مودودی وغیرہ فرقوں

کو برا کہتے ہیں اور ان کے مذہب کا رد کرتے ہیں مسلمانوں کو برا کہنا ظلم ہے۔

اقول ۔ بحمدہ تعالیٰ ۔ ہم کسی مسلمان کو ہرگز برا نہیں کہتے ۔ حاشا برا کہنا تو درکنار ہم کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی بھی نہیں کرتے بلکہ حسن ظن رکھتے ہیں کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے اور فرمایا۔ ظنوا المومنین خیرا۔ البتہ جو بے دین مسلمانوں کو برا کہتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہیں ان کے مکائد سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں تاکہ مسلمان ان کے عزائم فاسدہ اور عقائد باطلہ سے مطلع ہو کر ان کے مکائد و مفاسد سے بچیں۔

ہمارے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ بلا دلیل شرعی کسی مسلمان کو فاسق کہنا بھی حرام ہے جس مسلمان کو فاسق کہا اور وہ فاسق نہیں ہے تو فسق اسی قائل کی جانب پلٹتا ہے۔ (کمافی الفتادی الرضویہ شریف) چہ جائیکہ کسی مسلمان کو مشرک کہنا کیسا ظلم عظیم ہے تو جو لوگ ناحق مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں اور آج کے مسلمان کو نہیں بلکہ تیرہ سو ۱۳ سال کے تمام مسلمانوں کو مشرک بتاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کسی کا نام نہیں لیتے ہم کہتے ہیں ایک دو، دس، بیس ہوں تو نام لیں تیرہ سو سال کے تمام مسلمان اربوں کی تعداد میں ہیں کس کس کا نام لیں گے اس کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص کہے چور وہ ہے جو سفید کپڑے پہنے تو ظاہر ہے کہ پھر تمام سفید کپڑا پہننے والے چور کہلائیں ان کے مذہب میں بھی یہی دستور ہے مثلاً کہتے ہیں کہ عبدالنبی نام رکھنا شرک ہے تو جن مسلمانوں کے نام عبدالنبی ہیں اور جن لوگوں نے رکھے اور جن لوگوں نے اس نام کو پسند کیا وہ سب مشرک ہوئے اور عبدالنبی ہونا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ برسر منبر فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ انا عبدہ وخادمہ میں ان کا بندہ تھا اور ان کا خادم تھا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ کہا اور سننے والے تمام صحابہ موجود تھے سب نے اس کو پسند فرمایا کسی نے اعتراض نہ کیا معلوم ہوا کہ جس امر کو یہ دیوبندی وہابی شرک بتاتے ہیں وہ تمام مسلمانوں میں قرون اولیٰ سے آج تک جاری اور ساری ہے۔ تو وہابیہ کے نزدیک تیرہ سو سال کے تمام مسلمان مشرک ٹھہرے تو یہ سب کے نام کیسے گنائیں ہمارے علماء نے خصوصاً اعلحضرت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے جن لوگوں کے اقوال کفریہ پر گرفت کی ان سے برسوں خط وکتابت کے ذریعہ اسکی توضیح کے بعد تنبیہ فرمائی مگر جب وہ حضرات ان عبارات کو نہ تو اسلامی اور شرعی ثابت کر سکے، اور نہ رجوع لائے، نہ توبہ کی تو لاچار ان پر فتویٰ کفر جاری فرمایا وہ صرف پانچ ہیں۔ (۱) غلام احمد قادیانی (۲) رشید احمد گنگوہی (۳) خلیل احمد انبیٹھوی (۴) قاسم نانوتوی (۵) اشرف علی تھانوی۔ پھر یہ فرمایا۔ جو ان کی عبارات کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے اور اصول دین میں یہ محقق ہو چکا، جسکا اعتراف مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات کو بھی ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب اشد العذاب میں فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ ثابت ہوا کہ کافر کو مسلمان جاننا بھی کفر ہے کیونکہ وہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے تو جس طرح اسلام کو کفر جاننا کفر ہے، اسی طرح کفر کو اسلام سمجھنا بھی کفر ہے۔

اے عزیز! کسی شریف آدمی کو چور و بدمعاش کہنا بہت برا ہے کہ مسلمان پر صریح بہتان ہے مگر چور، مجرم، سخت گنہگار تو ہے کافر نہیں اور یہ کفر کی بدترین قسم شرک ہے۔ ہر کافر، کافر ہے مگر مشرک نہیں مگر ہر مشرک کافر بھی ہے مشرک بھی ہے۔ ہمارا علماء کرام ہرگز کسی مسلمان کو برا نہیں کہتے بلکہ مسلمان کا دفاع فرماتے ہیں اور دفع الزام کرتے ہیں اور بحکم حدیث کہ جو کسی مسلمان کو

کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو تو کفر اس کہنے والے پر پلٹتا ہے حکم نافذ فرماتے ہیں علاوہ ازیں ان خبثاء کی عبارات خبیثہ جو ان کی کتب میں مذکور و مسطور ہیں ان سے مسلمانوں کو ہوشیار کرتے اور ان سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

کتاب کا مقصد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتاب کو ترتیب دینا اور طبع کرانے کا مقصد ان کتابوں کو غرق آب کر دینا ہے یا زیر زمین دفن کر دینا؟ ہر آدمی یہی کہے گا کہ ہرگز نہیں بلکہ کتاب کے وجود کا مقصد اس کو پڑھنا اور پھیلانا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان کتابوں کو علماء اہلسنت پڑھتے اور مسلمانوں پر پیش کرتے ہیں تو یہ لوگ دیوبندی وہابی کیوں چڑتے اور کڑھتے ہیں اور ان علماء پر دشنام طرازی کا بہتان لگاتے ہیں۔ اگر اس عبارت منقولہ سے مراد گالی ہے یا خیانت تو اس کا الزام کتاب کے مصنف پر ہے نہ کہ قاری پر یہ عجیب انصاف ہے عبارت لکھنے والے کو اچھا سمجھیں اور پڑھنے والے کو برا جانیں ہونا تو یہ تھا کہ ان عبارات ملعونہ کفریہ پر مطلع ہو کر مصنف کتاب کو برا سمجھتے اور بیزاری کا اعلان کرتے اور اس مہذب نامہذب وہابیت سے تائب ہو کر سچے مسلمان بن کر اہل سنت میں شامل ہوتے تو ظاہر ہے فرقہ جدید ظہور پذیر نہ ہوتے مگر مصنف نے کتاب میں عبارات کفریہ طبع کرائیں پڑھنے والوں نے حمایت کی اور اس کو خوب پھیلایا کہ فرقہ جدید بن گیا۔

ایک عذر لنگ علماء اہل سنت پر یہ الزام ہے کہ ان عبارات کا وہ مطلب نہیں جو آپ نے بیان کیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کتب جو لکھیں وہ انسان کے لئے لکھیں یا جنات کیلئے۔ اگر جنات کیلئے جناتی زبان میں لکھی گئی تو انسانوں میں اسکی طباعت و اشاعت کا کیا مطلب یہ تو پکا جنون ہے اگر انسانوں کے لئے لکھی گئیں تو اگر انسان اس کی عبارات کو نہ سمجھ سکے تو بھی

کتاب کی اشاعت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے کتابیں عام انسانوں کے لئے اردو میں لکھی گئیں تاکہ ہر خاص و عام اس کو سمجھ سکے جب عام آدمی اس کتاب کو سمجھ سکتا ہے تو کیا علماء کرام ان کتب کی عبارات کو سمجھنے سے قاصر ہیں؟ ہرگز نہیں بات یہ ہے کہ عوام نے ان کتابوں کی عبارات کو سمجھا جب ہی تو عام مسلمانوں میں انکی عبارات سے نفرت ہوگئی اور بعض عوام نے سمجھ کر ان کو اختیار کیا اور حمایت کی تو ایک فرقہ بن گیا۔

تعجب تو اس امر پر ہے کہ جب یہ کتب عالم وجود میں آئیں اور علماء کرام نے ان کی عبارات کفریہ پر گرفت فرمائی برسوں بذریعہ رجسٹری خط و کتابت ہوتی رہی تو جو مصنفین تھے وہ نہ تو ان عبارات کو اسلامی عبارات ثابت کرسکے اور نا ہی رجوع لائے، نہ توبہ کی، لاچار علماء کرام نے احکام شرعیہ کو نافذ فرمایا اور کفر کا فتویٰ دیا۔ غور طلب یہ امر ہے کہ جب کتابوں کے مصنف اپنی عبارات کفریہ کی اسلامی اور شرعی حیثیت ثابت نہ کرسکے تو یہ جو ان کے فضلہ خور چیلے ہیں جنکے نزدیک ان کی علمی جلالت مسلم، وہ عاجز رہے ہے تو یہ کس گنتی میں کہ ان عبارات کی کفری حیثیت کو دور کرسکیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مگر ان کے مذہب کا معاملہ ہی الٹا ہے عبارات مغلظہ کی خیانت سے مصنف کو پاک جانتے ہیں اور قاری پر الزام لگاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ چور چوری کرتا رہے، ڈاکو ڈاکہ ڈالتا رہے اس کو کچھ نہ کہو محافظ و چوکیدار اگر لپکارے کہ چور ہیں یا ڈاکو تو اس کی گردن دبائی جائے مجرم بتایا جائے مورد الزام ٹھہرایا جائے۔

ظلم بالائے ظلم | علماء اہلسنت دیوبندی وہابی وغیرہ کی کتاب، ان کی عبارات پڑھیں ان عبارات پر تبصرہ کریں تو فسادی اور جھگڑالو کہلائیں، مگر دیوبندی وہابی وغیرہ تمام امت مرحومہ کو مشرک ٹھہرائیں شرک کے فتوے

لگائیں اللہ جل جلالہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں توہین د گستاخی سے پیش آئیں وہ مصلح قوم، مفکر اسلام کہلائیں، ان کے خلاف احتجاج تو کیا حرف شکایت زبان پر نہ آئے جو زبان کھولے وہ مجرم! اور فسادی کہلائے۔

سبحان اللہ العظیم یہ بھی کتنا عجیب انصاف کیا وہابی دیوبندی حلقہ سے ان گستاخان نبوت کے خلاف کوئی احتجاج ہوا؟ جو راست مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں کیا ان کے منہ میں لگام دی گئی؟ مولوی اسمعیل دہلوی نے تقویت الایمان لکھی تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ ہوگیا، اس میں اولیا تو کجا انبیاء مرسلین کو بھی نشانہ ہدف بنایا، اور تمام مسلمانان عالم پر شرک کا فتویٰ لگایا، مشرک ٹھہرایا، اس کے خلاف کوئی احتجاج ہوا! اعتراض واحتجاج تو بڑی چیز ہے آج بھی ان کے خطبے پڑھے جاتے اور قصیدے کہے جاتے ہیں۔ مسٹر الطاف حسین حالی نے اپنی مسدس میں مسلمانوں کو تمام کفار ومشرکین سے بھی برا ثابت کیا اور صاف لکھ دیا ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
گرے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

ہر قوم مشرک میں ایک شرک، اور تمام اقسام کے جملہ شرک مسلمانوں کے سر تھوپ دیئے گویا مومن کو تمام اشراک کا مجموعہ بتایا جا رہا ہے اور مومن بھی کہا جا رہا ہے۔ (معاذ اللہ)

ہے کوئی کرامت وہابیہ میں؟ جو ثابت کرے کہ حالی کے خلاف کتنے احتجاج کیے گئے جلوس نکالے گئے یا کوئی قانونی کاروائی عمل میں لائی گئی ہرگز نہیں بلکہ اس مسدس کی نشر واشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔

مسلمان سے کفر و شرک کا ارتکاب حاشا و کلا | مسلمان تو کافر و مشرک

کو تمام مخلوق میں بدتر جانتا ہے بلکہ منافقین کو بھی ان ہی میں شمار کرتا ہے ہمارے علماء تو فاسق کی بھی رعایت نہیں کرتے ان پر احکام شرعیہ جاری کرتے ان کی امامت کو ناجائز ٹھہراتے ہیں چہ جائیکہ کوئی آدمی کفر و شرک کا ارتکاب کرے پھر بھی اس کو مسلمان سمجھیں سینے سے لگائیں ان کی امامت کو مسلم جانیں حاشا ہرگز نہیں یہ دستور تو وہابی دیوبندی مذہب میں جاری و ساری ہے مثلاً بانی دارالعلوم دیوبند نے فرمادیا کہ آیت خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ عوام کا خیال ہے اور صاف لکھ دیا کہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا دیوبندی وہابی مذہب میں آج تک ان کی امامت مسلم! اور عظمت برقرار! رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد نے فرمادیا کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے۔ اور لکھ دیا کہ علم محیط زمین شیطان کو حاصل اور نص (قرآن و حدیث) سے ثابت مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا شرک ہے گویا خدا کی خدائی میں شیطان شریک ہے وہابی دیوبندیوں میں ان کی عظمت مسلم ہے اور منصب قطب ربانی حاصل!

الحمد للہ ثم الحمد للہ رب العالمین۔ ہم مسلمانان اہلسنت میں یہ ضروری التزام ہے کہ جب تک عالم دین سیدھی راہ پر ہے قوم اس کے ساتھ ہے جہاں اس نے راستہ چھوڑا اہلسنت نے اس سے منہ موڑا۔ اس سے ثابت ہوا کہ گمراہ فرقے مثل وہابی دیوبندی وغیرہ کو دین سے کوئی دلچسپی نہیں صراط مستقیم کو چھوڑ کر کجروی اختیار کرتے اور فرقے بناتے ہیں چنانچہ فرقہ وہابیہ کجروی کا نتیجہ ہے اگر آج ان گمراہ گروہوں کی ناک میں نکیل ڈال دی جائے تو فرقہ بندی پر پابندی لگ جائے۔

فرقہ پرستی کے مجرم | اے عزیز! کفار اور مشرکین تو ہمیشہ اسلام کے خلاف

نبرد آزما تھے جب اسلام اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ چمکا اور اس کی جولانیوں نے غلبہ پایا اور کفر و شرک سرنگوں ہونے لگا تو اسلام گھٹانے کی خاطر منافقین نے جنم لیا یہ اپنے کو مسلمان کہتے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتے اور فریب سے کام لیتے اللہ عزوجل نے وحی نازل فرمائی۔ وما ھم بمومنین۔ یہ لوگ ایمان والے نہیں۔ چنانچہ ایک وقت آیا کہ مسلمانوں میں سے منافقین کو ذلت کے ساتھ نکال دیا گیا۔ بعد ازاں اسلام کے روپ میں منافق پیدا ہوتے رہے مسلمانوں کو گمراہی کی طرف بلاتے رہے جماعت بناتے رہے حتیٰ کہ فرقہ پرستی نے جنم لیا پھر فرقے بڑھتے رہے چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا واحدۃ۔

میری امت میں تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک کے سوا سب جہنمی ہوں گے۔ (مشکوٰۃ)

نیز اسی مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ۔

(حدیث شریف)

بیشک سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین راستہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ ہے جسے نیا نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو چیزوں کا ذکر فرمایا اوّل بہترین کلام کتاب اللہ دوم بہترین راستہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور اس کے مقابل شر الامور فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ کتاب اللہ سے جدا نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

توحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور سچی غلامی ہی بہترین راستہ ہدایت ہے توجو اس غلامی سرکار سے آزاد ہو کر ان کے راستہ کے خلاف کوئی نئی بات نکالے شر الامور میں داخل ہے اور بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملۃ کلھم فی النار الا واحدۃ میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ تہتر فرقوں میں صرف ایک فرقہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانبردار اور سچا غلام ہے وہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ پر ہے وہی نجات پانے والا ہے باقی سب جہنمی ہیں۔

اے عزیز! اس طریق ہدایت کے خلاف جو نئی راہ نکالی گئی اگر وہ دین اسلام کے خلاف ہے تو وہ کفر ہے اور سنت کے خلاف ہو کہ جس سے کوئی سنت فوت ہو جائے وہ بدعت ہے اور جو امور خیر سنت سے ماخوذ ہیں وہ سنت میں داخل ہیں اگرچہ ان کا وجود کسی زمانے میں ہو چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا من بعدہ من غیر ان ینقص من اجورھم شی۔ (حدیث شریف)	جو اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہینگے اور عمل کرنیوالوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کار خیر کیلئے زمانہ کی کوئی قید نہیں اسی طرح شر الامور میں بھی زمانہ مراد نہیں ہر وہ امر جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ سے جدا ہو وہ بدعت شر الامور میں داخل ہے چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔ جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالے جو دین میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے یعنی

جوبات دین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ کے خلاف ہو۔ لہٰذا شیخ محقق علیہ الرحمہ اس کے تحت اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ۔

"مراد چیزے است کہ مخالف ومغیر آں باشد"

اس سے مراد وہ چیز ہے جوکہ دین کے خلاف یا دین کو بدلنے والی ہو

پس جن لوگوں نے دین کے خلاف نئی باتیں [illegible] اور [illegible] الہدیٰ ہدی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ کے خلاف کوئی کوئی راہ نکالی وہ ضرور گمراہی ہے اور بدعت ضلالت ہے) ان لوگوں نے فرقہ بندی کو جنم دیا خود گمراہ ہوئے دوسروں کو گمراہ کیا ان ہی گمراہ فرقوں میں وہابی، دیوبندی تبلیغی وغیرہ ہیں جنہوں نے مولوی اسمٰعیل کی تقویت الایمان کو عین اسلام ٹھہرایا۔

تبلیغی اور دیوبندی فرقے

یہ لوگ اہلسنت دیوبندی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور اپنے سوا تمام مسلمانان عالم کو گمراہ بے دین بلکہ مشرک کہتے ہیں آیئے قرآن وحدیث کی روشنی میں، مذہب دیوبندی کا جائزہ لیں۔

عزیزان ملت! اوّل یہ بات ذہن نشین کرلیجئے کہ دیوبندی یا بریلوی زبان، زمین کی نسبت پر موقوف نہیں کیا شہر بریلی میں دیوبندی مذہب کے لوگ نہیں ہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں بلکہ سرائے خام دیوبندیوں کا مدرسہ ہے جس میں مولوی لیٰسین[1] ایک مدت سے دیوبندی مذہب کی اشاعت میں مصروف تھے۔ اور آج بھی انکے جانشین موجود ہیں اسی طرح دیوبند میں بھی بریلوی حضرات کی کثرت موجود ہے بھلا غور فرمائیے۔ پیدا ہوتا ہے لاہور، کراچی، پشاور وغیرہ میں کبھی دیوبند جانا بھی میسر نہ آیا بلکہ آباؤاجداد تک دیوبند نہ گئے مگر فخر سے کہلاتے ہیں دیوبندی کیوں؟ اس لئے کہ اس مذہب دیوبند کے تابع ہیں اور جو عقائد اس سرزمین میں

---

[1] خلیل ملت مفتئ اعظم سندھ علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں ایک مناظرہ میں مولوی لیٰسین کو شکست دی تھی۔ (ناشر) از رسالہ مفتئ اعظم سندھ

پیدا ہوئے ان کو اختیار کیا اور بانیان دار العلوم دیوبند کو اپنا امام کیا ہو سکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ تمام فرقوں میں دیوبندی وہابی فرقے ہی کو کیوں نشانہ بنایا گیا تو اس کا سبب یہ ہے کہ یہ فرقۂ دیوبندی تبلیغی تمام فرقوں سے زیادہ خطرناک ہے ہماری مساجد میں گھس آتا اور ہماری طرح نماز ادا کرتا ہے اور ہماری صفوں میں شامل ہو کر افتراق پیدا کرتا اور مسلمانوں کو مشرک بتاتا ہے اولیاء اللہ سے چھڑاتا ہے

دیوبندیوں کا عقیدہ ہم بطور اختصار دیوبندیوں کے چند عقائد کا ذکر کرتے ہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جن کے متعلق مولوی حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ارشاد فرماتے ہیں:۔

"حضرت مولانا شمس العلماء العالمین و بدر الفضلاء الکاملین ابو حنیفۂ زماں جنید الدوراں امام ربانی و محبوب سبحانی جناب مولوی حافظ رشید احمد صاحب گنگوہی"

(الشہاب الثاقب صفحہ ۸۰ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

مولوی عاشق الٰہی صاحب فرماتے ہیں:۔

"قطب عالم قدوۃ العلماء، غوث الاعظم، اسوۃ الفقہاء جامع الفضائل و الفواضل العلیۃ مستجمع الصفات و الخصائل البہیۃ السنیۃ حامی دین مبین مجدد زماں وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد و لم یولد شیخ المشائخ مولانا الحافظ المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی۔ (تذکرۃ الرشید حصہ اول صـ ۲)

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب دہلوی فرماتے ہیں:۔

"حضرت ارشید احمد گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے"!

(ملفوظات مولوی محمد الیاس صـ ۱۲۳)

یہی مولوی محمد الیاس مولوی رشید احمد گنگوہی کے نواسے حافظ محمد یعقوب صاحب گنگوہی سے فرماتے ہیں:۔

"مجھے دین کی نعمت آپ کے گھرانے سے ملی ہے میں آپ کے گھر کا غلام ہوں" (ملفوظات الیاس ص ۱۲۴)

مولوی محمود حسن شیخ الہند دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں ۔

جنید و شبلی ثانی ابومسعود انصاری
رشید ملت و دیں غوث اعظم قطب ربانی
نسیم بحر والفت فضل رحمٰن منبع احساں
قسیم فیض یزداں ابر رحمت ظل سبحانی
زمانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جسکا تمغائے مسلمانی
زباں پر اہل اہوا کی ہے اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

پھر کہتے ہیں ۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

یعنی رشید احمد کا ادنیٰ کالا غلام یوسف ثانی ہے۔

رقاب اولیا کیوں خم نہ ہوں آپکے آگے
وہ شہباز طریقت تھے محی الدین جیلانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۹ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

حاصل کلام دیوبندی وہابی مذہب میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا جو مقام و منصب ہے وہ علماء دیوبند کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ دیوبندی

مذہب میں رشید احمد گنگوہی، ابو حنیفہ زماں، جنید الدوراں، امام ربانی، محبوب سبحانی، قطب العالم، غوث الاعظم وغیرہ سب کچھ ہیں وہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان کے بارے میں فرماتے ہیں :۔

"تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص۴۱ ناشر محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

عزیزان ملت! مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ کتاب تقویت الایمان کا رکھنا، پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے جس گھر میں تقویت الایمان نہیں وہ عین اسلام سے محروم جس گھر میں کتاب تقویت ہے مگر پڑھا نہیں وہ بھی عین اسلام سے محروم جس نے پڑھ بھی لیا اور عمل نہ کیا وہ بھی عین اسلام سے محروم ہے۔ جب کتاب تقویت الایمان وجود میں نہ آئی تھی تو زمانہ عین اسلام سے محروم تھا۔ یہ دیوبندی وہابی مذہب کی بات ہے کہ جس مذہب کو وہ اسلام کا نام دیتے ہیں اس کا دارومدار تقویت الایمان پر ہے ورنہ کتنے مسلمان ہیں کہ قرآن کریم انہوں نے نہ پڑھا اور نہ قرآن کریم پر عمل کرتے ہیں مگر ان کو علماء نے اسلام سے محروم نہ فرمایا چہ جائیکہ عین اسلام سے محروم البتہ قرآن کریم پر ایمان لانا عین اسلام ہے قرآن کریم کی کسی آیت یا جملہ کا انکار تو کجا شک بھی کرے وہ اسلام سے محروم ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لانا عین اسلام ہے مگر مذہب دیوبندی وہابی میں کتاب تقویت الایمان پر ہی دین کا دارومدار ہے۔ ملاحظہ فرمائیے یہ کتاب تقویت الایمان ہے کہہ رہی ہے۔

"اور یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویت الایمان ص۲۷ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

یقین جاننا بمعنی ایمان لانا ہے حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کے بھائی

حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں۔

وما انت بمومن لنا ولو کنا صٰدقین۔ (سورہ یوسف آیت ۱۷)

یعنی اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کرینگے اگرچہ ہم سچے ہوں۔

تو یقین جاننا بمعنی ایمان لانا ہے جیسا کہ بمومن سے واضح و آشکارا ہے لیس کتاب

تقویت الایمان کہہ رہی ہے کہ یہ یقین (ایمان لانا) جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا

چھوٹا .... گویا اللہ کی شان کے آگے چمار اتنا ذلیل نہیں گویا چمار ذلیل

ہے مگر ہر مخلوق (معاذ اللہ) چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔

عزیزان گرامی! دیکھو اللہ عزوجل کیا ارشاد فرماتا ہے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون۔

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

دیکھو اللہ عزوجل اپنے رسول اور مسلمانوں کو عزت والا بتا رہا ہے اور

تقویت الایمان چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہی ہے' اسی کتاب تقویت الایمان میں دوسری

جگہ ہے۔

" اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ایک

ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔"

(تقویت الایمان صہ ۷۹ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

گویا ذرہ ناچیز کم تو ہے مگر انبیاء اور اولیاء (معاذ اللہ) ذرہ ناچیز سے بھی کم تر

ہیں اور قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ ۵

بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ مومنین صالحین کو تمام مخلوق میں بہتر بتا رہا ہے اور تقویت الایمان مومن تو مومن اولیاء اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ذرہ ناچیز سے بھی کم تر کہہ رہی ہے یہ دو عبارات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں اگر تفصیل درکار ہو تو ہماری کتاب "تقویت الایمان بمقابلہ عظمت قرآن"، کا مطالعہ فرمائیں ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ کتاب تقویت الایمان قرآن کریم کا رد بلیغ ہے جس کا دیوبندی وہابی مذہب میں رکھنا پڑھنا عمل کرنا عین اسلام ہے۔ الغرض ہم مسلمانوں کیلئے قرآن اور دیوبندی وہابی کیلئے تقویت الایمان لہٰذا دیوبندی وہابی مذہب کے چند عقائد بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

دیوبندی عقائد

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱:۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ آیت خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ عوام کا خیال ہے۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

"اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

(تحذیر الناس ص ۳-۲ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند۔ رسالہ خالد دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ص ۱۹-۱۸ ۵۸ھ)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲:۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن منافی خاتمیت محمدی نہیں ہے چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

" بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو

تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس صہ ۲۴ ماہنامہ خالد دیوبند بابت ماہ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ صہ ۴۰)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۲:- انبیا امت سے علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل میں امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

"انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں"

(تحذیر الناس صہ ۴ ماہ نامہ خالد دیوبند بابت ربیع الاول ۱۳۸۵ھ صہ ۲۰)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا مرتبہ اور مقام دنیائے دیوبند میں محتاج تعارف نہیں آخر کار بانیٔ دار العلوم دیوبند ہیں مولوی حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

"حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العلمین مرکز دائرۃ التحقیق والتوفیق قطب افلاک الحکم واسرار التشریع والتخلیق مولانا محمد قاسم النانوتوی"

(الشہاب الثاقب صہ ۲، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۳:- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم محیط زمین ثابت کرنا شرک ہے اور شیطان و ملک الموت کو علم محیط زمین حاصل اور نص سے ثابت ہے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب بالاتفاق فرماتے ہیں۔

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر

عالم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ ص۵۱ کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی انڈیا مطبوعہ گردید)

بانی دار العلوم دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب (جو دیوبندی مذہب میں حجۃ اللہ علی العالمین یعنی ماسوا اللہ کے تمام عالم پر اللہ کی حجت ہیں) انبیاء علیہم السلام کو صرف علم ہی میں ممتاز بتاتا اور دیوبندی مذہب کے قطب ربانی محبوب سبحانی اور غوث الاعظم مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم محیط زمین کا ثابت کرنا شرک ٹھہرایا اور شیطان و ملک الموت کو علم محیط زمین کا عالم بتایا گویا خدا کی وہ صفت خاص علم محیط زمین کا ثابت کرنا شرک بمعنی دوسرا خدا تسلیم کرنا بتایا وہی شیطان و ملک الموت کیلئے نص سے ثابت بتایا یعنی خدا کی خدائی میں شریک ٹھہرایا جو خدائی میں شریک ہوگا وہ ہی خدا ہی ہوگا (معاذ اللہ)

دیوبندی عقیدہ نمبر ۵:۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کلی عقلاً نقلاً باطل اگر بعض ثابت تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر عامی جاہل بلکہ تمام حیوانات کو بھی حاصل ہے مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں اس میں حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم غیب کہوں گا تو پھر علم الغیب کو من جملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے۔"

(حفظ الایمان ص۸ مکتبہ تھانوی دفتر الابقا متصل مسافر خانہ بندر روڈ کراچی)

یہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب وہ ہیں جنکے بارے میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی صاحب فرماتے ہیں۔

"واللہ العظیم مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات اخروی کا سبب ہے"

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۱۱۳)

اور تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔

"حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔

(ملفوظات محمد الیاس ص۵۷)

علم غیب کے بارے میں اشرف علی تھانوی کی عبارت ملاحظہ فرمائی اب اللہ حی وقیوم کا ارشاد بھی سماعت فرمائیں فرماتا ہے۔

ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولٰکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ (القرآن)	اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

عٰلم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ہ الا من ارتضٰی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا ہ	یعنی غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔

ان آیات کریمہ سے ظاہر ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو عطا فرماتا ہے ان کے سوا کسی کو نہیں دیتا جبکہ قرآن کریم پر ایمان ہے ان کے لئے نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق ثابت کہ نبی کو وہ علوم عطا فرمائے جاتے ہیں جو غیر نبی کو نہیں تھانوی صاحب نے علم غیب بعض کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مان کر صاف لکھ دیا کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے نیز مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا یہ کہنا کہ علم محیط زمین کا فخر عالم خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے گویا خلیل احمد اور رشید احمد گنگوہی ان نصوص قرآنیہ کو قیاس فاسدہ گردانتے ہیں کیونکہ ان کے مذہب کی مقدس کتاب تقویت الایمان میں نص منقول نہیں جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم محیط زمین بھی ثابت ہو

لہٰذا شیطان و ملک الموت کیلئے ثابت مانتے ہیں لیکن قرآن کریم فرماتا ہے۔

وعلّم ادم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملٰئکۃ فقال انبئونی باسماء ھٰؤلاء ان کنتم صٰدقین ۝ قالوا سبحٰنک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۝ قال یاٰدم انبئھم باسمائھم فلما انبأھم باسمائھم۔

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ (فرشتے) بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تونے ہمیں سکھایا بیشک تو ہی علم و حکمت والا ہے فرمایا اے آدم بتادے انہیں سب اشیاء کے نام تو آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیئے۔

جماعت ملائکہ میں شیطان بھی تھا اور ملک الموت بھی تھے سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور کہا۔

لاعلم لنا الا ما علمتنا۔ — مولیٰ ہم نہیں جانتے مگر جو تونے ہمیں سکھایا۔

یہ تو آدم علیہ السلام کے علم پر دلیل تھی معلوم ہوا کہ نبی کو وہ علم عطا ہوتا ہے جو غیرِ نبی کو نہیں ہوتا۔ جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کی یہ شان ہے تو نبی الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کی شان کون جانے یہ نصوص قطعیہ قرآن کریم سے ہیں قرآن پر ایمان لانیوالوں کیلئے کافی و وافی ہیں مگر جس کا ایمان عین اسلام تقویت الایمان پر ہے اس کو ان نصوص قرآنیہ سے کیا علاقہ اس کا عین اسلام تقویت الایمان کہتی ہے۔

"غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔"

(تقویت الایمان صـ ۳۴ مکتبہ الاسلام وسن پورہ لاہور)

دیوبندی مذہب کی مقدس کتاب تقویت الایمان جس کا رکھنا پڑھنا اور

عمل کرنا عین اسلام وہ تو خدا کے لئے بھی علم غیب کو واجب اور قدیم نہیں مانتی صرف اتنا اختیار دیتی ہے کہ جب چاہے دریافت کرلے جب تک دریافت نہ کرے جاہل (معاذاللہ) وہ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ان کے لئے کیوں کر مانیں گے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۶:۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ماننا شرک صریح ہے۔ دیوبندیوں کے قطب ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔

"حضرت (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا۔۔۔۔۔۔اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل ص ۹۶)

اور فرماتے ہیں:۔

"علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔" وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو خود حق تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اس کے۔" پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۹۶)

معمولی علم والا بھی جانتا ہے کہ مفاتیح کنجیوں کو کہتے ہیں تو ترجمہ یہ ہوا کہ "اور اسی کے پاس کنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے" یہ علم غیب ذاتی اور واجب کے متعلق فرمایا گیا مگر دیوبندیوں کے قطب ربانی ہیں آیت الٰہی میں تو تصرف نہ کر سکے ترجمہ کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۷:۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد بالاتفاق فرماتے ہیں۔

"شیخ عبدالحق صاحب روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔" (براہین قاطعہ ص ۵۱)

قطب ربانی کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان اور شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر الزام طرفہ یہ کہ حضرت شیخ محقق مدارج النبوۃ میں اس کا رد فرماتے ہیں کہ یہ بات محض بے اصل ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۸:- دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے۔ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد بالاتفاق فرماتے ہیں۔

"امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔" (براہین قاطعہ ص ۲)

صاحب تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں۔

"لانسلم کہ کذب مذکور بمعنی مسطور باشد" (یکروزی ص ۱۴۵)

یعنی ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہو۔

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے امکان کذب (خدا کا جھوٹ ممکن) ثابت کرنے کے لئے ایک حکایت بیان فرمائی فرماتے ہیں۔

"جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد گنگوہی) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکائی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی

پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے۔ لوگو تم کیا کہتے ہو میں مولانا
رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں:
(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۳۲۳)

قرآن کریم میں ہے الرحمٰن علی العرش استوٰی ۰ (سورہ طٰہٰ آیت ۵) مولوی
اشرف علی تھانوی جن کے پاؤں دھو کر پینا دیوبندیوں کے نزدیک نجات اخروی کا
سبب ہے اس کا ترجمہ بیان کرتے ہیں۔ وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے (ترجمہ اشرفعلی)
عرش محیط زمین میں داخل نہیں کہ زمین عالم شہادت میں ہے اور عرش عالم غیب میں ہے
دیوبندی عقیدہ کے مطابق علم محیط زمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ثابت کرنا
شرک ہے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور دیوبندی
معتقد اسائیں توکل شاہ عرش کے پرے رشید احمد گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھ رہے ہیں
اور یہ دو حال سے خالی نہیں۔ ایک تو یہ کہ مولوی رشید احمد زمین میں ہیں اور عرش کے
اوپر قلم چلا رہے ہیں یا وہ بھی عرش کے اوپر براجمان خامہ فرسائی فرما رہے ہیں تو عرش
جو دیوبندی عقیدہ کے مطابق خدا کا مسکن ٹھہرا گنگوہی اس کے بھی پرے یعنی اوپر قلم
چلا رہے ہیں تھانوی ترجمہ کے مطابق خدا عرش پر قائم ہے ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں۔
حاصل کلام کہ دیوبندی عقیدہ میں سائیں توکل شاہ عرش بلکہ عرش کے اوپر کا علم رکھتے
ہیں جب چاہا عرش کے اوپر دیکھ لیا۔ نبی بلکہ نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے تو
علم غیب شرک صریح ہے بلکہ علم محیط زمین کا ثبوت بھی شرک ہے تقویت الایمان
کہتی ہے کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب
ہی کی شان ہے (تقویت الایمان ص ۳۴) دیکھیے سائیں توکل شاہ نے رشید احمد کو امکان
کذب کا قائل ہونا۔ تو گردان جیہا دی اور عرش کے پرے گنگوہی کا قلم چلتا ہوا دیکھا
یہ اختیار سائیں توکل شاہ کیلئے ثابت تو علم غیب کی جو تعریف تقویت الایمان میں

بتائی گئی وہ سائیں توکل شاہ پیر صادق آئی۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۹ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں۔

"لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص۹۶)

عزیزان ملت! قرآن کریم نے بیشک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ارشاد فرمایا وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین مگر دیوبندیوں وہابیوں کی مقدس کتاب تقویت الایمان نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین نہیں فرمایا بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ۔

"اولیاء وانبیاء امام وامام زادے پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔" (تقویت الایمان ص۸۵)

پھر فرمایا۔

"کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔" (تقویت الایمان ص۸۹)

اور فرمایا۔

"جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار، سوان معنوں ہوکر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔" (تقویت الایمان ص۹۰)

گنگوہی صاحب تقویت الایمان کے خلاف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاص صفت رحمۃ للعٰلمین کیونکر مانتے کیونکہ وہ ان کے دین کی مقدس کتاب تقویت الایمان ہے جس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور عین اسلام کو چھوڑنا کفر ہے۔ قرآن کریم کے متعلق کسی دیوبندی، وہابی، تبلیغی، جماعت اسلامی نیز ہم نے نہیں لکھا کہ قرآن کریم کا رکھنا، پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو دیوبندیوں کے نزدیک چھوڑا جا سکتا ہے مگر تقویت الایمان سے منہ موڑا نہیں جا سکتا۔

مخفی نہ رہے کہ بفرمان تقویت الایمان اولیاء انبیاء تو انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہمارے بھائی اور قوم کے چودھری اور گاؤں کے زمیندار کی طرح ہیں جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو بلکہ اس میں بھی اختصار ہی کرو اور رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور اشرف علی تھانوی وغیرہ کی تعریف پچھلے صفحات پر مذکور فرق دین ظاہر اور واضح ہے۔

دیوبندی عقیدہ نمبر ۱۰:۔ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں خدا کے سوا جو کسی سے مدد مانگے وہ مشرک ہے مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"سوائے حق تعالیٰ کے کوئی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سو غیر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب صـ ۱۴۰)

تمام وہابیوں دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا شرک ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مدد کرنے والا صرف اور صرف خدا ہی ہے۔ جس نے کسی غیر سے مدد مانگی وہ مشرک ہے کیونکہ دیوبندیوں وہابیوں

کی مقدس کتاب تقویت الایمان کا حکم یہی ہے جس کی بحث آئندہ صفحات پر ملاحظ فرمائیں مگر قرآن کریم فرماتا ہے۔

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتٰب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا۔

(القرآن)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہمنے اقرار کیا

سبحان اللہ۔ دیوبندیوں وہابیوں کا عجیب شرک ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی انبیاء و مرسلین سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد فرمانے کا عہد لے رہا ہے اور سارے پیغمبر مدد کرنے کا اقرار بھی کر رہے ہیں۔

نکتہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں انبیاء و مرسلین حیات ظاہری کے ساتھ دنیا میں نہ ہوں گے لیکن ولتنصرنہ نے یہ واضح کر دیا کہ انبیاء و مرسلین زندہ ہوتے ہیں صرف وعدہ الٰہی کے مطابق ایک آن کیلئے موت طاری ہوتی ہے پھر اس کے بعد وہی حیات جسمانی انکو حاصل اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد انکی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

چنانچہ معراج شریف میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا مدد فرمانا اور پچاس

نماز کی پانچ رہ جانا مشہور ہے حاصل کلام یہ ہے کہ دلتنص نہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مدد کرنا حیات ظاہر وجسمانی کے ساتھ اور حیات ظاہری وجسمانی کے بعد بھی حصول مراد کیلئے ثابت ہے۔

تلک عشرۃ کاملہ دیوبندیوں کے عقائد میں سے ہم نے دس عقیدوں کا ذکر کیا یہ اور اس جیسے عقائد قرآن وسنت کے خلاف ہیں نہ زمانہ اقدس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہ زمانہ صحابہ تابعین سے لیکر آج تک اسلام میں کسی کا عقیدہ نہ تھا ایسوں ہی کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فان خیر الحدیث کتاب اللہ	یعنی سب سے بہتر کلام کتاب اللہ ہے اور بہترین
وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور	راستہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور بدترین
محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ	چیزوں میں وہ جسے نیا نکالا گیا اور ہر بدعت گمراہی ہے

(مسلم ومشکوٰۃ)

تو دیوبندی وہابی عقائد سے ہم نے جو دس عقائد بیان کئے نہ کتاب اللہ سے ماخوذ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راہ سے معمور بلکہ دونوں کے خلاف نیا نکالا ہوا دین ہے جس کو بدعت وگمراہی فرمایا گیا چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

یکون فی اخر الزمان دجالون	یعنی آخر زمانے میں دجال کذاب لوگ
کذابون یاتونکم من الاحادیث	ہوں گے کہ وہ باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو
بما لم تسمعوا انتم ولا آباکم فایاکم	تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے۔ تو ان
وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنو	سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں
نکم۔	وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ
(رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	میں نہ ڈال دیں۔

اور ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

اتدعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔

کیا تم فاجر کے عیوب اس کی برائیاں بیان کرنے سے رکتے ہو لوگ اسکو کیونکر پہچانیں گے فاجر کی خرابیاں اسکے عیوب بیان کرو تاکہ لوگ اس سے بچیں دور رہیں۔

اخرجہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والترمذی فی النوادر والحاکم فی الکنی والشیرازی فی الالقاب وابن عدی فی الکامل والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی السنن والخطیب فی التاریخ کلھم عن الجارود عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اے عزیز! مسلمانوں کی بھلائی چاہنا اور انہیں نفع پہچانا اور ضرر و برائی سے بچانا اللہ عزوجل کو محبوب و مطلوب تو جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کو ضرر و نقصان سے بچائے اور فائدہ ہی پہنچائے مثلاً اگر کوئی نابینا جا رہا ہے راستہ میں گہری نالی یا خندق حائل ہے اگر اس میں گرے اور چوٹ لگے یا ہڈی ٹوٹے تو کیا آپ پر ضروری نہیں کہ اس نابینا کی دستگیری فرمائیں اور ضرر جان سے بچائیں، اسی طرح اگر راہ میں کنواں یا گہرا نالا ہے اور گر کر ڈوبنے اور جان جانے کا اندیشہ ہے تو اس کو بچانا دستگیری فرمانا کس قدر اہم ہوگا اگر اس کو نہ بچائیں دستگیری نہ فرمائیں تو جان جانے کا عذاب شدید کا استحقاق آئے کہ باوجود قدرت کے اس کو نہ بچایا اور اندھے کی جان گنوائی تو دیکھنے والے سارے گنہگار، مستحق عذاب، اگرچہ وہ نابینا عنداللہ درجہ شہادت پائے۔ مگر جہاں پر ایمان کے جانے کا خوف ہو گر مرے تو مردود، مستحق نار، ہو تو ایسی جگہ دستگیری فرمانا اور اس عذاب عظیم سے بچانا کس قدر موجب حسنات ہوگا۔ اور باوجود قدرت کے نہ بچائے

اور نہ بتائے وہ کس قدر عذاب شدید کا مستحق ہوگا۔ العیاذ باللہ العظیم۔

چنانچہ ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

اذا ظہرت البدع (او قال الفتن) وسب اصحابی فلیظہر العالم علمہ ومن لم یفعل ذالک فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

کہ جب بد مذہبیاں یا فتنے ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں اور سب کی لعنت ہے اور اللہ اس کا نہ فرض قبول کرے نہ نفل۔

جان لو کہ یہ فرقہ وہابیہ تو سید الابرار احمد مختار مملکت الٰہیہ کے تاجدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی کرنے والا ہے ایسے وقت اس فتنہ عظیمہ کی عقدہ کشائی نہ کرنا کس قدر موجب عذاب الٰہی ہوگا لہٰذا القدر استطاعت ہر مسلمان پر لازم کہ ان لوگوں کے فتنے سے آگاہ کریں اور فتنہ سے بچائیں راہ ہدایت دکھائیں۔

اے عزیز! یہ فرقہ وہابیہ، دیوبندیہ ایک جانب تو اللہ اور اس کے محبوب بندوں کی شان اقدس میں گستاخی کرے دوسری جانب تمام امت مرحومہ مسلمانان عالم کو مشرک اور بدعتی ٹھہرائے بات بات پر شرک کے فتوے لگائے اور شرک اخبث ترین کفر ہے کما مر۔ حالانکہ عقائد میں مبرہن ہو چکا کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ اسلام کو کفر جانتا ہے اور اسلام کو کفر سمجھنا یقیناً کفر ہے جس کا اعتراف دار العلوم دیوبند کے ناظم تعلیمات ناظم شعبۂ تبلیغ مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

"جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔" (اشد العذاب علیٰ مسلیمہ البنجاب ص۲)

معلوم ہوا کہ مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے کہ وہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے یہ بھی کفر ہے پس جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے ظواہر احادیث صحیحہ بنا بر وہ خود کافر ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما ان کان کما قال والا رجعت علیہ۔

یعنی جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا تو خیر ورنہ یہ کہنے والے پر پلٹے گا۔

اے عزیز! مسلمان کو کافر کہنا تو کجا کسی مسلمان کو بلا دلیل شرعیہ فاسق کہنا بھی جائز نہیں علماء کرام فرماتے ہیں کہ مسلمان کو فاسق کہنا بھی ایسا ہی ہے کہ جس کو کہا اگر وہ فاسق نہیں ہے تو فسق کہنے والے پر پلٹتا ہے (کما فی الفتاوی الرضویہ) اور یہ فرقہ وہابیہ دیوبندیہ تو تمام مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہنے پر تلی ہے اور مسلمانوں میں علماء صلحاء اور اولیاء بھی داخل ہیں یہ سب کو یک جنبش زبان و قلم مشرک و بدعتی قرار دیتا ہے العیاذ باللہ العظیم۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

[illegible]

اور یہ قوم وہابیہ دیوبندیہ مسلمانوں کو ہر طریقہ سے دکھ دیتی اور ستاتی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اذی مسلم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ عنہ)

مسلمانوں کو ناحق بدعتی اور مشرک کہنا اور دھوکے دیکر اس کی مساجد پر قبضہ کرنا اور مسلمانوں کا خون بہانا کونسے مسلمانوں کو خوش کرنا ہے یہ یقیناً ایذائے مسلم ہے (العیاذ اللہ العلی العظیم)

دین میں نسبت کا بیان

نسبت کا تعلق:۔ عزیزان ملت! بریلوی اور دیوبندی کہلانا زبان و زمین کی نسبت پر موسوم اور مشہور نہیں بلکہ یہ الفاظ علم دین یعنی دین کا نشان ہیں۔ علمائے دارالعلوم دیوبند کے ماننے والوں اور ان کے مذکورہ عقائد کو حق جاننے والوں کو دیوبندی کہا جاتا ہے مولوی ندیم دیوبندی خطیب جامع مسجد رحمانیہ نے بھی اسکی تصدیق فرمائی۔ فرماتے ہیں:

"دیوبند انڈیا کا ایک شہر ہے وہاں دنیا کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے اس یونیورسٹی کے پڑھے ہوئے علماء اولیاء کرام اور ان کے ماننے والوں کو اہلسنت حنفی دیوبندی کہا جاتا ہے۔"

(کتاب۔ ایمان و نماز اہلسنت صفحہ ۵۹ مکتبہ مدنیہ جامع مسجد رحمانیہ فاطمہ جناح کالونی کراچی)

مولوی ندیم دیوبندی کی کتاب ایمان و نماز اہلسنت کو سمجھنے کیلئے ہماری کتاب "مصباح الظلام علی رد اعداء الاسلام" کا مطالعہ فرمائیں جس میں بحمدہ تعالیٰ کتاب

مذکور کی حقیقت کو روشناس کرایا گیا ہے۔

اور یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ پیدا تو کراچی، حیدرآباد، لاہور، کوئٹہ، پنڈی اسلام آباد وغیرہ میں ہوتے ہیں اور دین ومذہب کی بنیاد پر دیوبندی کہلاتے ہیں۔ حالانکہ عمریں گذر گئیں کبھی دیوبند جانا نصیب نہیں ہوا بلکہ خواب میں بھی نہ دیکھا ہو مگر دیوبندی دین وعقائد کی اساس پر دیوبندی کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح جو لوگ علماء دارالعلوم دیوبند کے عقائد مذکورہ کو برا جانتے اور کفر سمجھتے ہیں اور قائل کو کافر گردانتے ہیں وہ **بریلوی** کہلاتے ہیں اگرچہ بریلی کو خواب میں بھی نہ دیکھا ہو مگر عقائد کی بنیاد پر بریلوی کہلائے جاتے ہیں

عاجزانہ التماس:۔ عزیزان گرامی قادیان بھی ہندوستان کا ایک مشہور شہر ہے مگر قادیان کے شہر رہنے والے کو قادیانی نہیں کہتے۔ بلکہ قادیان کے رہنے والے کسی مسلمان کو قادیانی کہہ دینا کافر کہہ دینے کے مترادف ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں اور اس کو حق پر جاننے والوں کو قادیانی کہا جاتا ہے چنانچہ بصد کمال ادب گذارش ہے کہ کسی مسلمان کو دیوبندی کہنا تو کجا دیوبندی نہ سمجھا جائے جب تک اس کے دیوبندی ہونے کی تصدیق وتحقیق نہ ہو جائے جسطرح مسلمان کو قادیانی کہنا جائز نہیں اسی طرح مسلمان کو دیوبندی کہنا بھی روا نہیں۔

انوکھی ستم ظریفی:۔ آج پاکستان میں متعدد سیاسی جماعتیں ہیں جنکی غرض وغایت اور مقصود اصلی کرسی وحکومت منصب ودولت ہے مسلمانوں کو آپس میں لڑائیں شب وروز ہنگامہ کرائیں مکان ودکان جلوائیں بے دریغ مسلمانوں کو قتل کرائیں یہ سیاسی جماعتیں اگر ملک وقوم کی وفادار ہوتیں اور ملک وقوم کی بقا اور فلاح میں مخلص ہوتیں تو ان میں انتشار وافتراق ہرگز نہ ہوتا اور سب باہم گر مل کر ملک وقوم کی بقا اور سلامتی میں مصروف رہتیں مگر ایسا ہرگز نہیں ان کا

مقصود اصلی تو دولت و حکومت ہے ملک کی دولت میں آگ اور قوم خاک ہو جائے انہیں مطلق پرواہ نہیں مگر اس پر کوئی ذی عقل و ذی علم تبصرہ نہیں کرتا اور حرف شکایت زبان پر نہیں لاتا۔ مگر جو علماء کرام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضامندی کیلئے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے ہیں ان پر فسادی ہونے کا الزام ہے۔ کیا گلاب کو گلاب کہنا اور شراب کو شراب بتانا فساد ہے؟ یا فساد بچانا اور خیر خواہی چاہنا ہے؟

اے عزیز! اصلی پونجی ایمان ہے اور ایمان کی نسبت سے جان کا احترام ہے، مومن کی جان کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا۔ — جس نے ایک جان کو زندہ کیا یعنی بچالیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلالیا یعنی زندہ کرلیا۔

یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی قتل ناحق سے احتراز کیا۔ تو جس نے کسی مسلمان کے ایمان کو بچالیا اور گمراہ نہ ہونے دیا عند اللہ اس کا مرتبہ کیا ہوگا؟ اور عالم کے حق میں کوئی عبادت، اشاعت علم، اور ہدایت خلق، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بہتر نہیں کہ یہ ورثہ انبیاء اور شعار مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم ہے۔ انبیاء و رسل اسی کے واسطے بھیجے گئے اور کتابیں اور صحیفے اس کے بیان میں نازل کئے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ — اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ امر معروف، و نہی منکر، فرض کفایہ ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

مقصود اصلی تو دولت و حکومت ہے ملک کی دولت میں آگ اور قوم خاک ہو جائے انہیں مطلق پرواہ نہیں مگر اس پر کوئی ذی عقل و ذی علم تبصرہ نہیں کرتا اور حرف شکایت زبان پر نہیں لاتا۔ مگر جو علماء کرام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضامندی کیلئے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے ہیں ان پر فسادی ہونے کا الزام ہے۔ کیا گلاب کو گلاب کہنا اور شراب کو شراب بتانا فساد ہے؟ یا فساد بچانا اور خیر خواہی چاہنا ہے؟

اے عزیز! اصلی پونجی ایمان ہے اور ایمان کی نسبت سے جان کا احترام ہے مومن کی جان کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا۔	جس نے ایک جان کو زندہ کیا یعنی بچالیا اس نے گویا سب آدمیوں کو جلالیا یعنی زندہ کرلیا۔

یہ آیت اس کے بارے میں ہے جس نے کسی قتل ناحق سے احتراز کیا۔ تو جس نے کسی مسلمان کے ایمان کو بچالیا اور گمراہ نہ ہونے دیا عنداللہ اس کا مرتبہ کیا ہوگا؟ اور عالم کے حق میں کوئی عبادت، اشاعت علم، اور ہدایت خلق، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بہتر نہیں کہ یہ ورثہ انبیاء اور شعار مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم ہے۔ انبیاء و رسل اسی کے واسطے بھیجے گئے اور کتابیں اور صحیفے اس کے بیان میں نازل کئے گئے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔	اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں۔

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلیل ہے کہ امر معروف، و نہی منکر، فرض کفایہ ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔

وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو زمین میں قابو دیں تو نماز بر پا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

یہاں نماز و زکوٰۃ کے ساتھ اس کو ذکر فرمایا جس سے اہمیت اسکی ثابت

امام غزالی فرماتے ہیں کہ:۔

"جو قوم گنہگار ہو اور انہیں نصیحت نہ کرے ایسا عذاب آئے کہ سب اس میں مبتلا ہو جائیں"۔

اور فرماتے ہیں کہ:۔

"اللہ تعالیٰ خاص بندۂ بے گناہ کو عوام کے سبب عذاب نہیں کرتا مگر اس وقت کہ برائی دیکھے اور باوجود قدرت کے منع نہ کرے"۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ واعلموا ان اللہ شدید العقاب۔

اور اس فتنے سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں ہی کو نہ پہنچے گا اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو زیر و زبر کر دو عرض کی، الٰہی اس میں ایک مردِ نیک ہے کہ ایک دم تیری یاد سے غافل نہیں۔ فرمایا اوروں کے گناہ پر ایک دم تیوری نہیں چڑھاتا۔ اور فرماتے ہیں یوشع علیہ السلام پر وحی آئی کہ ایک لاکھ آدمی تیری قوم کے ہلاک کر دونگا چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار بدکار۔ عرض کی الٰہی نیکوں کی ہلاکت کا کیا سبب ہے ارشاد ہوا میرے لئے اوروں سے دشمنی نہیں رکھتے کھانے پینے میں ان سے پرہیز نہیں کرتے۔ پس امر بالمعروف، نہی عن المنکر فرائض دینیہ سے ہے تو ایسے لوگوں کے

بارے میں مسلمانوں کو خبردار کرنا نہایت ضروری ہے جو اسلام کے خلاف گمراہی پھیلائیں اور کہیں کہ :۔

"آیت خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ عوام کا خیال ہے۔ اور اگر بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آیگا"

اور کہیں کہ :۔

"لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کی نہیں ہے"

وغیرہم ایسے گمراہ کن امور پر خاموشی، موجب قہر قہار، اور سبب غضب جبار ہے لہٰذا ہمارے علماء کرام مسلمانوں کو ان امور قبیحہ سے مطلع کرتے اور گمراہی اور بے دینی سے بچانے کی سعی فرماتے ہیں اور کسی پر جبر نہیں کرتے صرف ان لوگوں کی گمراہ کن عبارات سے مسلمانوں کو آگاہ فرماتے ہیں اور ان سے دور و نفور رہنے کی تلقین فرماتے ہیں کیا آپ نے نہ دیکھا کہ سیاسی جماعت کا کوئی ممبر اگر باغی ہو جائے تو جماعت سے دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔

باب الاستعانت

عزیزان ملت! احکام الٰہیہ دو قسم کے ہیں اوّل تکوینیہ مثلاً احیاء و اماتت و قضائے حاجت، و دفع مصیبت، و عطائے دولت، و رزق، و نعمت، و فتح و شکست وغیرہا۔ دوم تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض، یا حرام، یا واجب، یا مکروہ، یا مستحب یا مباح کر دینا۔ اسلام میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر اللہ کی جانب بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک، قال اللہ تعالیٰ۔

"ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ۔ کیا ان کیلئے اللہ کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے واسطے دین

میں وہ راہیں نکال دی ہیں جنکا اللہ نے حکم نہ دیا۔"

اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں مثلاً قال اللہ تعالیٰ۔

"والمدبرات امرا۔ قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔"

تو بے شک اللہ عزوجل اپنے مقبول بندوں میں سے ایک گروہ کو تصرف بخشا اور عالم میں تصرف کا اذن دیتا ہے جیسا کہ اس پاک بے نیاز نے حضرات جبرائیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہم مقربان بارگاہ عزت علیہم الصلاۃ والسلام کو بندوں اور بارش اور روئیدگی اور ہواؤں اور زندگی اور موت کی تدبیر اور ماؤں کے پیٹ میں بچوں کی تصویر اور خلق کیلئے روزی آسان، اور حاجتیں پوری کرنے اور ان کے سوا اور حوادث و کائنات کا اذن دیا ہے، اور وہ قطعاً یقیناً اپنے آپس میں مختلف مرتبوں پر فائز ہیں جیسے ان کے رب نے جو مرتبہ بخشا ہے مگر وہابی خواہ دیوبندی، ہو یا تبلیغی، مودودی ہو یا سوادی، مقلد ہو یا غیر مقلد اہلحدیث کا ایمان ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ جو اللہ کے سوا کسی کو مددگار مانے وہ مشرک ہے چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں کہ۔

"اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ (اس پر تازیانہ) گو اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔"

(تقویت الایمان ص۱۸ مکتبۃ الاسلام دن پورہ لاہور)

حمایت | بروجہ عطائی حمایت اور تصرف قرآن سے ثابت، بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی سے توبہ کے بعد حکم الٰہی ہوا کہ۔

"اے موسیٰ ستر آدمیوں کو عذر خواہی کیلئے طور پر لاؤ"

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ان لوگوں کو طور پر لیکے گئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۱:۔

واذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن	(اے بنی اسرائیل، جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم
لک حتیٰ نری اللہ جہرۃ فاخذتکم	ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک اعلانیہ خدا
الصعقۃ وانتم تنظرون۔	کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے

اس کڑک سے یہ بنی اسرائیل سب مر گئے تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ۔

"مولیٰ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔"

تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو زندہ فرمادیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ثم بعثنکم من بعد موتکم	پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا
لعلکم تشکرون ۵	کہ کہیں تم احسان مانو۔

معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی حمایت سے ان لوگوں کو دوبارہ زندگی مل گئی۔

آیت نمبر ۲:۔

واذ استسقیٰ موسیٰ لقومہ	اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے پانی
فقلنا اضرب بعصاک الحجر	مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا
فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا ط	مارو فوراً اس سے بارہ چشمے بہہ نکلے۔

جب بنی اسرائیل نے سفر میں پانی نہ پایا شدتِ پیاس کی موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ نے فرمایا اپنا عصا پتھر پر مارو جس کے مارنے سے بارہ چشمے جاری ہو گئے معلوم ہوا کہ موسیٰ

علیہ السلام کی حمایت سے پانی کے بارہ چشمے حاصل ہوئے۔

آیت ۶۱:۔

واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلھا وقثائھا وفومھا وعدسھا وبصلھا قال اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر اھبطوا مصرا فان لکم ما سألتم

(اے بنی اسرائیل) اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لئے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو اچھا مصر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا۔

معلوم ہوا بنی اسرائیل کو جب کسی چیز کی حاجت ہوتی تو اپنی حاجت روائی کیلئے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی حاجت عرض کرتے اور موسیٰ علیہ السلام ان کی حمایت فرماتے اور سفارش کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی مطلوب اشیاء عنایت فرمادیتا چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے شام کی جانب روانہ ہوئے تو ایک صحرا میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا نہ سایہ نہ ہمراہ غلہ، وہاں دھوپ کی گرمی اور بھوک کی شکایت موسیٰ علیہ السلام سے کی اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ابر سفید کو ان کا سائبان بنایا جو رات دن ان کے ساتھ چلتا شب کو ان کے لئے نوری ستون اترتا جس کی روشنی میں کام کرتے اور من وسلویٰ کھانے کے واسطے اتارا گیا جس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا۔

آیت ۵۷:۔

وظللنا علیکم الغمام وانزلنا

اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر

علیکم المن والسلوٰی۔ من اور سلوٰی اتارا۔

معلوم ہوا کہ یہ نعمتیں موسیٰ علیہ السلام کے صدقے میں بنی اسرائیل کو ملیں

آیت ۱۵:-

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگے ان کیلئے رسول تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیۂ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پر نور عفو غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری، سبب قبولِ توبہ و دفع بلائے عذاب ہے اللہ رب العزت قادر ہے یوں ہی گناہ بخشدے مگر ارشاد ہوتا ہے کہ توبہ قبول ہونا چاہو تو ہمارے پیارے محبوب کی سرکار میں حاضر ہو وہ حمایت فرمائیں اور بخشش چاہیں تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ بحمدہ تعالیٰ حمایت و شفاعت کے ثبوت میں ہم نے قرآن کریم سے پانچ آیات نقل کر دیں اور بھی نقل کی جا سکتیں ہیں مگر جسکا ایمان اللہ عزوجل اور قرآن پر ہے اس کیلئے ایک آیت ہی کافی اور جسکا ایمان مولوی اسمٰعیل اور اس کی تقویت الایمان پر ہے اس کیلئے پورا قرآن عظیم بھی ناکافی۔

تصرف کرنا تمام وہابیوں کے امام مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں۔

"عالم میں ارادے سے تصرف کرنا، اور اپنا حکم جاری کرنا، اپنی خواہش سے مارنا، اور جلانا، روزی کی کشائش، اور تنگی کرنا، تندرست اور بیمار کر دینا، فتح اور شکست دینا، اقبال اور ادبار دینا، مرادیں پوری کرنا، حاجتیں برلانی، بلائیں ٹالنا، مشکل میں دستگیری کرنی، برے

وقت میں پہنچنا، یہ سب اللہ ہی کی شان ہے جو کوئی کسی اور کو ایسا
تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اس توقع پر نذر و
نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اسکو مصیبت کے وقت پکارے
سو وہ مشرک ہو جاتا ہے (اس پر یہ حکم لگانا) پھر خواہ یوں سمجھے
کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ
نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویت الایمان ص۲۱)

ہر وہابی خواہ دیوبندی یا تبلیغی مودودی ہو یا سوادی مقلد ہو یا غیر
مقلد اہلحدیث، کا یہ عقیدہ (ایمان) ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کیلئے ایسا
تصرف ثابت کرنا شرک ہے خواہ اس کو بندہ اور مخلوق جانے یا اللہ کی
دی ہوئی طاقت سمجھے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

مارنا یعنی وفات دینا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

آیت (۱)۔ توفته رسلنا۔ — اسے ہمارے رسولوں نے وفات دی۔

آیت (۲)۔ قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم۔ — تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے ملک الموت جو تم پر مقرر ہے۔

جلانا یعنی زندہ کرنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

واحیی الموتیٰ باذن اللہ۔ — میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعا۔ — اور جس نے ایک جان کو جلالیا اس نے گویا سب کو جلالیا۔

دولت مند بنانا غنی کر دینا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وما نقموا الا ان اغنھم اللہ — اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ انہیں دولتمند

ورسوله من فضله۔	کردیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اور فرماتا ہے :۔

ولو انهم رضوا ما اٰتهم الله	اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے اللہ اور
ورسوله وقالوا حسبنا الله	اس کے رسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی
سیؤتینا الله من فضله ورسوله	ہے اب دیگا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا
انا الی الله راغبون۔	رسول بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب تو روزی کی کشائش ہی پر ماتم کر رہے تھے اور اللہ عزوجل فرمارہا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے غنی کردیا اپنے ساتھ اپنے رسول کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ یہ بھی ہدایت فرمادی کہ اللہ اور اسکے رسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں دیتے ہیں اپنے فضل سے اور فرماتا ہے۔

انعم الله علیه وانعمت علیه	یعنی اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی۔

بیماروں کو شفا دینا اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتا ہے :۔

ورسولا الی بنی اسرائیل انی	اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ
قد جئتکم بایة من ربکم انی	میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی
اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر	طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندکی سی مورت
فانفخ فیه فیکون طیرا باذن	بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً
الله وابرئ الاکمه والابرص	پرند ہوجاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں
واحی الموتی باذن الله۔	مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

مادرزاد اندھوں کو بینا، اور برص والوں کو شفا دینا، بلکہ مردوں کو زندہ کردینا اللہ کی دی ہوئی طاقت سے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ثابت ہے۔

فتح دینا اور مقابل کو شکست دینا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اذ یوحی ربک الی الملٰئکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنو۔

جب وحی بھیجی تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدمی دو ایمان والوں کو

چنانچہ بدر کے میدان میں ایمان والوں کی ثابت قدمی اور فتح حاصل کرنا اور کفار کو شکست فاش دینا کسی سے پوشیدہ نہیں۔

اور فرماتا ہے۔

وقال لھم نبیھم ان اٰیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک اٰل موسیٰ واٰل ھٰرون تحملہ الملٰئکۃ ان فی ذالک لاٰیۃ لکم ان کنتم مومنین۔

اور ان سے انکے نبی نے فرمایا اسکی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھائے لائینگے اسے فرشتے بیشک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔

یہ تابوت اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا اس میں انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی تصویریں تھیں جو وراثتہً موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا آپ اس میں توریت بھی رکھتے تھے اور اپنا مخصوص سامان چنانچہ اس تابوت میں الواح توریت کے ٹکڑے بھی تھے اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور کپڑے اور نعلین شریفین اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا وغیرہ تھا موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی اور دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی برکت سے فتح پاتے چنانچہ جب یہ صندوق آیا تو اس کی برکت سے جالوت مارا گیا اور داؤد علیہ السلام کو فتح حاصل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وقتل داؤدُ جالوت وآتٰہُ اللّٰہ الملک والحکمۃ وعلّمہ ممّا یشاءُ۔

اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا کی اور اسے جو چاہا سکھایا۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کے آثار بھی باعث رحمت و برکت ہیں پھر ان مقبول بندوں کی عظمت و شان کا کیا عالم ہوگا۔

اقبال وادبار دینا جیل خانہ میں یوسف علیہ السلام سے دو قیدیوں نے اپنے خواب بیان کئے تو آپ نے فرمایا۔

یٰصاحبی السجن اما احدکما فیسقی ربہ خمراً واما الاٰخر فیصلب فتاکل الطیر من راسہ۔

اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو تم میں سے ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائیگا، رہا دوسرا وہ سولی دیا جائیگا تو پرندے اسکا سر کھائیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تعبیر سن کر ان دونوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ خواب تو ہم نے کچھ نہیں دیکھا ہم تو ہنسی کر رہے تھے تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

قضی الامر الذی فیہ تستفتیٰن

حکم ہو چکا اس بات کا جسکا تم سوال کرتے تھے

چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک کو سولی دی گئی اور دوسرا ساقی بنا۔ یہی تو اقبال و ادبار ہے۔ جو زبان نبی سے نکل گیا وہ ہو کے رہا۔

مشکل کشائی اور حاجت روائی مرادیں پوری کرنی، حاجتیں برلانی، مشکل کشائی کرنی، الفاظ جدا ہیں مگر مفہوم ایک ہی ہے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے حضور جو بیمار آتے حاجات لاتے، مشکل کشائی چاہتے، بیماروں کو اچھا نابیناؤں کو بینا کر دینا یہ مراد پانا اور حاجت برلانا اور مصیبت سے نجات پانا نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا اندھا ہونا مصیبت نہیں؟ بیمار کا شفا پانا اور اندھوں کو آنکھیں

مل جانا بھی تو مشکل کشائی اور حاجت روائی ہے یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے فرمایا۔

اذھبوا بقمیصی ھٰذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیرا۔

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فلما ان جاء البشیر القٰہ علی وجھہ فارتد بصیرا۔

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اسی وقت انکی آنکھیں پھر آئیں

بلائیں ٹالنی فرعونیوں پر جب اللہ تعالیٰ نے طوفان۔ ٹیڑی۔ گھن۔ یالکنی۔ مینڈک اور خون کے عذاب مسلط فرمائے تو جب عذاب میں گرفتار ہوتے موسیٰ علیہ السلام کے حضور حاضر ہوتے اور کہتے۔

لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل فلما کشفنا عنھم الرجز الی اجل ھم بالغوہ اذا ھم ینکثون۔

اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھادوگے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کردینگے پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھالیتے ایک مدت کیلئے جس تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے۔

انبیاء علیہم السلام شرک مٹانے کیلئے تشریف لاتے ہیں فرعونیوں کا یہ کہنا کہ اگر تم ہم سے عذاب اٹھادوگے۔ شرک ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام غضب وجلال فرماتے دفع عذاب کی دعا نہ فرماتے چنانچہ اس آیت کریمہ سے حمایت کرنا اور بلاؤں کا ٹالنا ثابت ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا۔

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل اور انکے لئے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے۔

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو حکم دے رہا ہے میرے بندوں کیلئے دریا میں دریا میں سوکھا راستہ نکال دے معلوم ہوا کہ یہ قدرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائی گئی تھی۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

فأسر بعبادی لیلا انکم متبعون واترک البحر رھوا انھم جند مغرقون۔

ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال ضرور تمہارا پیچھا کیا جائیگا اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈبو یا جائیگا

وہاں فرمایا کہ میرے بندوں کیلئے دریا میں سوکھا راستہ نکال دے اور یہاں فرمایا کہ اس سوکھے راستہ کو یوں ہی کھلا چھوڑ دے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے ورنہ موسیٰ علیہ السلام سے اس طرح فرمانا کیا معنی؟ اللہ تعالیٰ قادر ہے اسکا حکم ہی عالم کیلئے کافی ہے غور طلب یہ امر ہے کہ بنی اسرائیل کیلئے وہ کیسی مصیبت کا وقت تھا کہ آگے دریا تھا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تم مشکل میں بنی اسرائیل کی دستگیری فرماؤ۔ اور دریا میں بنی اسرائیل کیلئے سوکھا راستہ نکال دو۔ سبحان اللہ کیسی دستگیری اور مشکل کشائی فرمائی۔

عالم میں تصرف کرنا اے عزیز! اللہ کے مقبول بندے جن کو اللہ عزوجل نے عالم میں تصرف کا اذن مرحمت فرمایا وہ عالم میں تصرف فرماتے دستگیری کرتے آڑے وقت میں مشکل کشائی فرماتے ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ محمد بخش صاحب بڑے جاگیردار کئی کارخانوں کے مالک، معاشرے میں بہت مقبول ہیں مگر حکومت میں کوئی منصب حاصل نہیں احمد بخش ایک درخواست لے کر محمد بخش کے پاس گئے اور کہا کہ حضور میں فلاں میدان میں جلسہ کرانا چاہتا ہوں مجھے جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیں اس وقت محمد بخش یہی کہیں گے کہ میں اس کی اجازت دینے کا مجاز نہیں ہوں تم ڈپٹی کمشنر سے درخواست کرو برخلاف

اس کے ایک نوجوان رسول بخش پڑھا لکھا ہونے کے باوجود معاشرہ میں اس کا
کوئی مقام نہیں مگر جب حکومت نے اس کو ڈپٹی کمشنر کے منصب پر فائز کر دیا تو یہ
نوجوان رسول بخش ہر وہ کام انجام دے سکتا ہے جس کا حکومت نے اسس کو مجاز
بنایا اور وہ کام محمد بخش نہیں کر سکتے غور طلب یہ امر ہے کہ اللہ قادر و قیوم نے
جس کو اپنی قاہر حکومت کیلئے مقبول فرما کر عظیم مناصب عطا فرما دیئے تو کیا ان کو
کوئی اختیار نہ دیا؟ دیا اور ضرور دیا قرآن اس کا شاہد، حدیث اس کی گواہ ہے
قرآن کریم میں آصف بن برخیا جو اولیائے بنی اسرائیل سے تھے ان کا واقعہ مذکور
کما قال تعالیٰ۔

قال یا ایها الملؤا ایکم یاتینی بعرشها قبل ان یاتونی مسلمین قال عفریت من الجن انا اتیك به قبل ان تقوم من مقامك وانی علیه لقوی امین ؕ قال الذی عنده علم من الکتٰب انا اتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك فلما راه مستقرا عنده قال هٰذا من فضل ربی۔

(سلیمان علیہ السلام) نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اسکے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں ایک بڑا خبیث جن بولا کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دونگا قبل اسکے کہ حضور اجلاس برخاست کریں اور میں بیشک اس پر قوت والا امانت دار ہوں۔ اسنے عرض کی کہ جسکے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان (علیہ السلام) نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔

بلقیس کا تخت اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا تھا اس نے اپنا تخت اپنے سات
محلوں میں سے سب سے پچھلے محل میں محفوظ کر کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور
ان پر پہرہ دار بٹھا دیئے تھے، ملک سبا نہایت دور و دراز مسافت سے، اتنا
بھاری تخت جسکو بڑا قوی ہیکل جن دو پہر تک لانے کا وعدہ کر رہا تھا حضرت آصف

برخیا جو اولیاء بنی اسرائیل سے ہیں آن واحد میں ایک پل مارنے سے پہلے حاضر کر دیتے ہیں۔ جب اولیائے بنی اسرائیل کے تصرف کا یہ عالم ہے تو نبی الانبیاء سید المرسلین کی امت کے اولیاء کرام کے تصرف کی کیفیت کو کون سمجھ سکتا ہے؟

منصب عطا فرمانا آدم علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔

واذ قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خلیفة۔	اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں۔

داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

یٰداؤد انا جعلنٰك خلیفة فی الارض۔	اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب (خلیفہ) بنایا۔

اور فرماتا ہے۔

واذکر عبدنا داؤد ذا الاید انه اواب ۝ انا سخرنا الجبال معه یسبحن بالعشی والاشراق والطیر محشورة ۝ کل له اواب ۝ وشددنا ملکه واتینٰه الحکمة وفصل الخطاب۔	اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کرو بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے بیشک ہم نے اسکے ساتھ پہاڑ مسخر کر دیئے کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکے اور پرندے جمع کئے ہوئے سب اس کے فرمانبردار تھے ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اسے حکمت اور قول فیصل دیا۔

داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑ اور پرندے مسخر فرما دیئے سب ان کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ سلیمان علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

فسخرنا له الریح تجری بامره رخاءً حیث اصاب والشیٰطین کل بناء وغواص ۝ واخرین	تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے

مقربین فی الاصفادہ ھٰذا عطاؤنا فامنن اوامسک بغیر حساب

ہوئے یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کوئی حساب نہیں

سبحٰن اللہ۔ سلیمان علیہ السلام کو اختیار دینے کے بعد فرمایا جاتا ہے کہ تجھے اختیار ہے چاہے تو احسان کرے، یعنی عطا فرمائیں اور چاہے تو رد کرے تجھ پر کچھ حساب نہیں معلوم ہوا جیسا منصب عطا فرماتا ہے ویسا اختیار بھی عطا فرما دیتا ہے کہ اپنی مرضی سے جو چاہے کرے جس پر چاہے احسان کرے جس سے چاہے روک لے۔

جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منصب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عندی ذی العرش مکین مطاع ثم امین۔

بیشک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اسکا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے

معلوم ہوا کہ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام عزت والے قوت والے وہاں کے فرمانروا ہیں وہاں سب ان کا حکم مانتے ہیں۔

بیٹا دینا جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت مریم سے فرمایا۔ کما قال تعالیٰ۔

قال انما رسول ربك لاھب لك غلٰما زکیا۔

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں ستھرا بیٹا دوں۔

اللہ تعالیٰ تو قادر ہے یوں ہی حکم فرماتا بیٹا ہو جاتا کما قال لہ کن فیکون پھر جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کو بھیجا گیا معنی یہی نا کہ معلوم ہو جائے کہ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ قدرت و تصرف عطا فرمایا گیا کہ وہ بیٹا بھی دے سکتے ہیں اسی لئے فرمایا لاھب لك غلٰما زکیا۔ کہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں جب جبرائیل

علیہ الصلاۃ کو ایسی قدرت عطا فرمائی اور تصرف کا اذن دیا گیا تو حضور اکرم سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرامت اور منزلت کا کیا عالم ہو گا کیونکہ جو مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی کو نہ ملا نہ ملے

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھکو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ قرآن مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

تمام عالم آپ کا مطیع و فرمانبردار ہے آپ کی اطاعت اطاعت الٰہی ہے اور آپ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ **حدیث قدسی ا۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلہم یطلبونی رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) "عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں انکی امت تمام امتوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

اولیاء کرام مدد فرماتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام کو بھی اللہ نے تصرف کی قدرت عطا فرمائی وہ مشکل کشائی فرماتے اور بلاؤں کو دفع کرتے ہیں چنانچہ قرآن کریم نے ان کو مددگار فرمایا کہ مدد ہوتی ہے دفع بلا، اور دستگیری کے واسطے، ارشاد فرمایا جاتا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔

یعنی اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والوں میں ہیں

یہاں اللہ اور رسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمایا کہ بس یہی مددگار ہیں اور نیک بندے یقیناً اولیاء کرام ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس میں نیک بندوں "اولیاء کرام"، کے سوا اور قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر

مسلمان کے ساتھ ہے کما قال تعالیٰ۔

والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض۔

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

حالانکہ خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے۔ مالھم من دونہ ولی "اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں" فرق وہی ذاتی اور عطائی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے یہ صفت دوسرے کی نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء کرام اللہ کے قدرت دینے سے مددگار ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ اہلسنت کا دونوں آیتوں پر ایمان ہے تو اللہ کے بندے اولیاء کرام بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار مشکل کشائی اور دستگیری فرمانے والے اور بلاؤں کو ٹالنے والے ہیں۔ سبحان اللہ وللہ الحمد۔

اولیائے کرام بعد وصال بھی مدد فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ا۔ فالمدبرات امرا قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ یہ صفت بالذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ قال تعالیٰ "یدبر الامر"۔ معالم شریف میں ہے۔

قال ابن عباس ھم الملٰئکۃ وکلوا باموو عرفھم اللہ تعالیٰ العمل بھا قال عبد الرحمن بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعۃ جبریل ومیکائیل وملک الموت واسرافیل علیھم الصلاۃ والسلام فاما جبرئیل فوکل

یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کارروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی، عبدالرحمن بن سابط نے فرمایا' دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبریل میکائیل عزرائیل اسرافیل علیہم الصلاۃ والسلام جبریل تو ہواؤں

بالریاح والجنود، واما میکائیل	اور لشکروں پر موکل ہیں کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح و
فوکل بالقطر والنبات، واما	شکست دینا انکے متعلق ہے، اور میکائیل باران و روئیدگی
ملک الموت فوکل لقبض	پر مقرر ہیں کہ مینہ برساتے اور درخت و گھاس اور کھیتی
الانفس، واما اسرافیل فھو	اگاتے ہیں، اور عزرائیل قبض ارواح پر مسلط ہیں، اسرافیل
ینزل بالامر علیھم۔	ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم الصلاۃ والسلام

حدیث میں فرمایا القرآن ذو وجوہ قرآن متعدد معنی رکھتا ہے رواہ ابونعیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے آیت کریمہ کے دوسرے معنی لیجئے تفسیر بیضاوی شریف میں ہے۔

او صفات النفوس الفاضلہ	یعنی یا ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارواح
حال المفارقہ فانھا تنزع	اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے مبارک
عن الابدان غرقا ای نزعا	بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت
شدیدا من اغراق النازع	تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی
فی القوس فتنشط الی عالم	اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی، خطیرہائے
الملکوت وتسبح فیہ فتسبق	حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی پس اپنی
الی خطیر القدس فتصیر لشرفھا	بزرگی اور طاقت کے باعث کاروبار عالم
وقوتھا من المدبرات۔	کے تدبیر کرنے والوں میں ہو جاتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ اولیاء کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں چنانچہ علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ وامام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس معنی کی تائید میں نقل کرتے ہیں۔

ولذا قيل اذا تحيرتم في الامور	یعنی اس لئے کہا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو
فاستعينوا من اصحاب القبور	تو مزارات اولیاء سے مدد مانگو مگر یہ حدیث نہیں
الا انه ليس بحديث كما	ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا اور اسی لئے
توهم ولذا اتفق الناس	مزارات سلف الصالحین کی زیارت اور انہیں
على زيارة مشاهد السلف	اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر
والتوسل بهم الى الله تعالى	مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے
وان انكره بعض الملاحدة	میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے
في عصرنا والمشتكى اليه هو الله	اور اللہ ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے

اللہ کے رسول سے جنت مانگنے کی ترغیب

حدیث پاک طبرانی، معجم اوسط اور خرائطی، مکارم الاخلاق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور منظور نہ ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو لا یعنی نہیں فرماتے۔"

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا "سل ما شئت یا اعرابی" اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔ نغبطناه فقلنا الان يسال الجنة۔ یہ حال دیکھ کر کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے، ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا

ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا "عطا ہوا" عرض کی کہ حضور سے زاد راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا "عطا ہوا" ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمایا۔

"کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔"

پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ۔

جب "موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا اترنے کا حکم ہوا، کنارۂ دریا تک پہنچے، سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی، الٰہی یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو، ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔" موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا تو فرمایا

اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر معلوم ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا تو مجھے بتا دے۔ عرض کی لا واللہ حتی تعطنی ما اسئلک۔ خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرما دیں فرمایا ذالک لک تیری عرض قبول ہے قالت فانی اسئلک ان اکون معک فی الدرجۃ التی تکون فیہا فی الجنۃ پیرزن نے عرض کی میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوؤں اس درجہ میں جس میں آپ ہوں گے۔ قال سلی الجنۃ موسیٰ علیہ

الصلاۃ نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر فالت لا واللہ الا ان اکون معک۔ بیرزن نے کہا خدا کی قسم نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوؤں فجعل موسیٰ یرددھا فاوحی اللہ ان اعطھا ذالک فانہ لن ینقصک شیأ فاعطاھا موسیٰ علیہ السلام اس سے یہی ردو بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اسے عطا فرمادی اس نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر بتادی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لیکر دریا عبور فرما گئے۔"

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حکایت نقل فرماتے ہوئے حسب ذیل ریمارک (تبصرہ) سپرد قلم فرماتے ہیں۔

اوّلاً" حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں (سل) تو اطلاق ہی تھا جس سے علماء کرام نے عموم مستفاد کیا یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں"

ثانیاً" یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی عقیدہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا وآخرت
کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے بڑی نعمت یعنی جنت
جسے چاہیں بخش دیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

ثالثاً "خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس
اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے
حطام دنیا مانگنے بیٹھا پیرزن بنی اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف
جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم تو زبان دے ہی
چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

رابعاً۔ ان بڑی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ
علیہ الصلاۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی
ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا، بقول وہابیہ تو موسیٰ
علیہ الصلاۃ والسلام کو کیا ہوا کہ یہ باآں شان غضب وجلال اس شرک پر
انکار نہیں فرماتے اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے اقرار کیا تھا تو ان
چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ
خدا کے گھر کے معاملے ہیں ان میں میرا کیا اختیار، تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام
شہید، اپنے قرآن جدید، نام کے تقویت الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر وکفران
میں فرمائیں گے کہ۔

"انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف
کی کچھ قدرت دی ہو۔"

میں تو میں، مجھ سے اور تمام جہاں سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اتر گیا کہ۔

"جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"

خود انھیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ۔

"میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکوں"

نیز کہا جائیگا۔

"پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھکو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا ہوں سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ بڑی بی کیا تم سٹھیا گئی ہو دیکھو تقویت الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معاملہ بھی کس کا خود ان کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچا لینا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ اور کہاں میں کہاں ان کی صاحبزادی اور کہاں تم۔ کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخشدینا بھلا بڑی بی تم مجھے خدا بنا رہی ہو پہلے تمہارے لئے کچھ امید بھی ہو سکتی، تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے کچھ نہ فرمایا اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامساً۔ انکار درکنار اور رجسٹری کر دی کہ سلی الجنۃ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ کر چکے ہیں عطا کر دیں گے تمہیں یہی

بہت ہے۔

سادساً۔ سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے اقرار کو خوب مستحیل و مکمل فرمادیا وحی آئی تو کیا آئی۔ اعطہا ذالک موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو۔ اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرمادی۔ والحمد للہ رب العلمین۔

اقول:۔ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر منکشف فرمادیتا تو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر شریف کے متعلق کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ ہوتی مگر یہ حکمت عملی اس لئے عمل میں لائی گئی تاکہ منکرین اور گستاخان نبوت کی دہن دوزی فرمادی جائے کہ ہمارے مقبول بندوں کو تصرف کرنے کی اجازت حاصل ہے۔ جس کو جو چیز چاہیں عطا فرمائیں۔ والحمد للہ رب العلمین۔

اولیاء دیوبند علماء دیوبند کی نظر میں

عزیزان ملت! کسی صاحب مرتبہ کے اوصاف بیان کرنے میں ایک احتمال لازم، کہ اس وصف خاص میں یہ موصوف منفرد ہے یا اور بھی اس وصف میں شامل، نیز اگر شامل ہیں وہ مساوی ہیں یا ادنیٰ ہیں یا اعلیٰ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ صاحب مرتبت کا موازنہ کرایا جائے جس سے یہ بات خوب واضح ہو جائے کہ موصوف ان اوصاف میں منفرد ہے یا فلاں سے ادنیٰ اور فلاں سے اعلیٰ چنانچہ ہم علماء دیوبند کے ارشاد و مکتوبات سے اولیاء دیوبند کے مراتب اور اوصاف بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

قبل ازیں یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول اور

برگزیدہ بندوں کو کن اوصاف و مراتب سے ممتاز فرمایا ہے۔

اولاً۔ مومن جس کے متعلق ارشاد فرمایا۔ وعد اللہ المومنین والمومنٰت جنّٰت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا و مسٰکن طیبۃ فی جنّٰت عدن و رضوان من اللہ اکبر ذالک ھو الفوز العظیم۔ اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں (جنّت) کا وعدہ دیا ہے، جن کے نیچے نہریں رواں، ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ مکانوں کا بسنے کے باغوں میں، اور اللہ کی رضا سب سے بڑی (تمام نعمتوں سے اعلٰی) یہی ہے بڑی مراد پانی۔

ثانیاً:۔ مومن صالحین جنکے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔ ان الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئک ھم خیر البریۃ ط بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔

ثالثاً:۔ عالم دین جنکے متعلق ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا ط اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

رابعاً:۔ اولیائے کرام جنکے متعلق ارشاد فرمایا جاتا ہے۔ من عادلی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب۔ جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں اس سے اعلان جنگ فرمادیتا ہوں۔ پھر اولیاء کرام کے درجات ہیں مثلاً۔ صلحاء ۲۔ سالکین۔ ۳۔ قانتین۔ ۴۔ واصلین۔ ان واصلین کے مراتب مثلاً، نجباء۔ نقباء۔ ابدال۔ ۔ اوتاد۔ امامین۔ غوث۔ صدیق۔ پھر صحابہ اور صحابہ کرام میں صحابہ مجتہدین اور پھر خلفاء راشدین پھر نبی پھر رسول پھر رسل اولو العزم ان سب میں نبی الانبیاء و سردار رسل محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ان جیسا ساری خدائی میں کوئی نہیں۔ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق و ایمان ہے۔

۵ خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دیوبندی اور وہابی مذہب میں محمد رسول اللہ کا مقام (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

دیوبندیوں اور تمام وہابیوں کے امام مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔

(تقویت الایمان ص ۶۱ مکتبۃ الاسلام دسن پورہ لاہور طبع دوم مارچ ۱۹۵۹ء)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"

(تقویت الایمان ص ۸۲)

نیز اور جگہ فرماتے ہیں۔

"انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو" (تقویت الایمان ص ۳۹)

اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر کے لکھ دیا۔

"میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کر سکوں"۔ (تقویت الایمان ص ۳۶)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے لکھ دیا کہ۔

"میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی کہیں بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں"۔

(تقویت الایمان ص ۴۲)

اور لکھ دیا۔

"سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی (فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے

کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے"۔ (تقویت الایمان ص۵۵)

یاد رہے یہ تقویت الایمان وہ کتاب ہے جسکے بارے میں قطب عالم و غوث الاعظم دیوبند مولوی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاوی رشیدیہ کامل ص۴۱ مکرر ص۴۲) پس دیوبندی مذہب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی بھی اختیار نہیں ان کی خواہش نہیں چلتی وہ اپنے حال کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوزخ سے بچا بھی نہیں سکتے ان کو اپنا ہی کوئی بچاؤ نہیں تو دوسرے کو کیسے بچا سکتے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولوی اسمعیل کے پیر سید احمد کا بارگاہ خداوندی میں اعزاز و مرتبہ

یہی مولوی اسمعیل صاحب دہلوی رقمطراز ہیں کہ۔

"آنحضرت (سید احمد) کی جبلت، ابتدائے فطرت سے، کمالات طریق نبوت پر اجمالاً مجبول تھی، اور اس طریق کے آثار، یعنی مناجات کی کمال رغبت، اور بدعت کے ساتھ آلودہ ہونے سے کمال نفرت، اور طاعات کی طرف طبعی میلان، اور معاصی اور گناہوں سے جبلی کراہت، سن خرد سالی میں آپ پر ظاہر و باہر تھی، القصہ جبلی طہارت کے آثار آپ کی طبیعت کی تہ میں ظاہر تھے، تا آنکہ سعادت کے خزانوں کی کنجی جس کی مدد نے ہر دو طریق یعنی طریق نبوت اور طریق ولایت کے بند دروازے کھل جائیں آپ کے ہاتھ میں آگئی۔"

(صراط مستقیم ص۲۷۹۔ ملک سراج الدین لاہور)

سید احمد صاحب کو خرد سالی ہی سے تمام اوصاف پاکیزہ حاصل ہی نہیں

بلکہ جبلی طور پر موجود تھے چنانچہ سعادت کے خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں آگئیں گویا خزائن سعادت کے مالک بنا دیئے گئے۔

سید احمد صاحب کو لاکھوں مریدوں کی کفالت کا اعزاز

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رقمطراز ہیں۔

"تا آنکہ ایک شخص نے آپ (سید احمد) کے پاس حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی اور چونکہ آپ (سید احمد) ان ایام میں علی العموم بیعت نہیں لیا کرتے تھے اس لئے اس شخص کی درخواست کو قبول نہ فرمایا جب اس شخص نے نہایت الحاح و اصرار کیا تو آپنے اس سے فرمایا ایک دو روز توقف کرنا چاہیئے بعد ازاں جو کچھ مناسب وقت ہوگا اس پر عمل کیا جائیگا پھر آپ اجازت و استفسار کیلئے جناب حضرت حق میں متوجہ ہوئے، اور عرض کیا کہ بندگان درگاہ سے ایک بندہ اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ مجھ سے بیعت کرے اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور اس جہاں میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دستگیری کی پاس کرتا ہے اور حضرت حق کے اوصاف کو اخلاق مخلوقات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے؟ اس طرف سے حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اگرچہ وہ لکھوکھا ہی کیوں نہ ہوں ہم ہر ایک کو کفالت کریں گے۔

(صراط مستقیم صـ ۲۸۱)

آپ موازنہ فرمائیں کہ سید المرسلین محبوب رب العالمین تو اپنی لخت جگر فاطمۃ الزہرا کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے بلکہ ان کو خود معاذ اللہ اپنی جان کے نفع و نقصان کا اختیار نہیں اور خوف زدہ ہیں کہ اللہ سے ڈرے اپنا کوئی بچاؤ نہیں،

اور سید احمد صاحب جس کو مرید کر لیں اگرچہ لکھو کھا ہی ہوں وہ سب مامون و محفوظ ہو جائیں، علاوہ ازیں خدا سے بلا واسطہ مکالمہ فرمائیں، ادھر سید صاحب نے سوال کیا ادھر جواب حاضر، نہ جبرئیل کا واسطہ، نہ میکائیل کا علاقہ (علیہم الصلاۃ والسلام) اور رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مولوی اسمٰعیل کے پیر سید احمد، دونوں کے مراتب و مناصب کا تعین فرمانے والے اسمٰعیل صاحب ہیں

مجھاون کی مسجد میں سید صاحب کے سب ساتھیوں کی بخشش اور رفع مسجد

سید محمد علی صاحب جو سید صاحب کے بھانجے ہیں تحریر فرماتے ہیں۔

"یکے از واردات عجیب، و معاملہ غریب، در ایام اقامت ایں قصبہ ایں بود کہ روزے از روزہا" آنحضرت (سید احمد) بعد ادائے نماز فجر با ہفتاد و یک نفر کہ منجملہ آنہا مؤلف ایں رسالہ است، ہمہا بر اقبہ مشغول بودند۔۔۔ بالآخر قریب چاشت آنحضرت (سید احمد) از بحر عمیق مراقبہ بساحل اقامت رسیدہ، باہنگ بلند تکبیر گفتند و از زبان فیض ترجمان از کی شکر الٰہی بکمال خشوع و خضوع گریاں گریاں و خنداں خنداں می سفتند و عجیب گونہ حال براں سرچشمہ کمال طاری بود، کہ نمونہ ازاں بنوشتن راست نمی آید، بسر سجود نیاز خالق معبود تا دیر نہادہ، و بعد ساعتے سر بر داشتہ بکمال فرحت و سرور و بہجت و فور مخاطب بیاران شدہ مبارکباد دادہ فرمودند کہ، امروز ندائے غیب و صدائے لاریب از عالم غیب بگوشم، خود کہ من تر او اصحاب ترا الفضل خود بنواختم، و اینک بہ بین بعدہ دیدم کہ دستے از غیب نمودار گردید، و آں تمام مسجد را گرفتہ و جنت الماوئی داخل گردانید

بعد رسانیدن ایں بشارت فیض اشارت یکے از اصحاب را مامور ساختند کہ اسامی حاضرین را بکاغذی نگاشتہ نگاہدارند، وخود را بلاشبہ وشک چوں اصحاب بدر مغفور و بجنت مبشر پندارند"

(مخزن احمدی ۱۲۹۹ھ ص ۵۹ مکتبہ حبیبیہ ہر مین بازار داتا دربار لاہور)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ سید صاحب بعد نماز فجر اکھٹے افراد کے ہمراہ جنہیں سید محمد علی مؤلف کتاب ہذا بھی شامل مراقبہ میں مشغول ہوئے، چاشت کے قریب سید صاحب نے بعد مراقبہ با آواز بلند تکبیر کہی اور شکر الٰہی بکمال خشوع روتے روتے ہنستے ہنستے عجیب کیفیت میں مخاطب ہوئے، اور ساتھیوں کو مبارکباد دی اور کہا آج غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تیرے تمام ساتھیوں کو بخش دیا اس کے بعد ایک ہاتھ ظاہر ہوا اس نے ساری مسجد کو پکڑ کر جنت الماویٰ میں داخل کر دیا اور ایک صاحب کو حکم دیا کہ مسجد کے تمام حاضرین کے نام کاغذ پر لکھ لو بلاشبہ یہ افراد اصحاب بدر کی طرح مغفور اور مبشر جنت ہیں۔

مولوی محمد بشیر تھانیسری لکھتے ہیں۔

"بوقت قیام قصبہ مجھاون کے وہاں ایک عجیب واردات ظہور میں آئی ایک روز حضرت سید صاحب بعد ادائے نماز فجر مراقب بیٹھے رہے آخر کار قریب چاشت کے آپ نے مراقبہ سے سر اٹھا کر باآواز بلند تکبیر کہہ کر شکر نعمتہائے الٰہی بکمال خشوع وخضوع گریاں خنداں کرنا شروع کیا اور بعد حمد وثنا کے آپ سجدے میں گر پڑے اور سجدے سے سر اٹھا کر مبارکباد دے کر فرمایا کہ آج ہاتف غیب نے مجھکو بشارت دی ہے کہ اسوقت تجھکو اور تیرے کل ہمراہیوں کو بخش دیا اور بعد میں اس ندا کے، ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوا اس ہاتھ نے اس مسجد کو جنت الماویٰ میں لے جا کر

داخل کردیا اس وقت آپ نے فرمایا کہ اس مسجد میں جسقدر آدمی موجود ہیں ان سب کے نام ایک کاغذ پر لکھ لو اور ان کو مثل اصحاب بدر کے منظور و مقبول بارگاہ ایزدی کا تصور کرو"

(سوانح احمدی ص ۴۶)

سید صاحب کے اکہتر ساتھی سب مغفور و مبشر، سب کو مثل اصحاب بدر بنا دیا گیا مگر سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے بلکہ اپنی جان کا خوف ہے تو دوسرے کو کیا بچا سکیں گے۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

جو شخص سید احمد کے ہاتھ پر بیعت کرے وہ دنیا و آخرت میں محفوظ و مامون ہے

سید محمد علی صاحب لکھتے ہیں۔

"در اثنائے اقامت ایں شہر، روزے از روزہا بوقت مشغولی کہ بعد عصر مقرر بود، قریب مغرب سر بر داشتہ، باصحاب بشارت دادند، و بآب زلال شکر ایزد متعال زبان فیض ترجمان را تر ساختہ ارشاد کردند، کہ امروز ایزد متعال مرا بانواع الطاف و کرامت خویش نواختہ، و در جمیع مکروہ دنیا و آخرت محفوظ و باقسام رضامندی و انعام خود محفوظ خواہم داشت، عرض کردم کہ اے کریم و رحیم و اے اکرم الاکرمین، میخواہم کہ آباد و اجداد مرا بشرف بیعت ما مشرف فرمائے، تا بایں عنایات ممتاز و مفتخر سازی دو سہ روز در انجاح ایں مرام توقف رو داد، در اثنای توقف از انجا کو چیدہ رسیدیم، انچہ دریں ضمن عنایت ضراعت و لجاجت و سماجت بود، باقصی الغایت بتقدیم رسانیدم، و ہیچ دقیقہ از دقائق فروتنی و

خاکساری فرو نگذاشتم کہ یک ناگاہ از حسب عنایت والطاف نسیم امیدواری بر نہال آمال، ایں شکستہ بالی بوزید یعنی تیر دعا بہدف اجابت رسید، ارشاد گشت کہ فلاں کس را از طرف آباو اجداد تو وکیل ساختم، او را بجوان کہ از طرف آنہا بیعت بستان بعد ادائے چاشت، آنحضرت امید صاحب (خنداں خنداں) بخانہ مؤلف ایں رسالہ تشریف آوردند، و فرمودند کہ مبارکباد ترا کہ ایزد متعال ترا وکیل اجداد تو ساختہ و بکرم ایں تکریم و مکرم نمودہ بیا، و بدست من از طرف ایشاں بیعت کن از غایت سرور در گریہ افتادم، و سر بپائے آنحضرت بنہادم عرض کردم، کہ خدارا راست بفرمایند کہ نام ایں کمینہ خاکسار صراحۃً ارشاد کردہ اند"

(مخزن احمدی ص۸۰)

اس طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ دوران اقامت اس شہر میں ایک روز بعد نماز عصر سید صاحب مراقب تھے قریب مغرب مراقبہ سے سر اٹھایا، ساتھیوں کو بشارت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ایزد تعالیٰ نے مجھکو تمام اولیاء مقبولین سلف سے ممتاز فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اس کو تمام مکروہات دنیا اور آخرت سے محفوظ رکھ کر اپنی رضامندی اور انعام سے سرفراز کروں گا" اس وقت میں نے (یعنی سید صاحب نے) عرض کی کہ اے کریم اے رحیم میرے آباو اجداد کو بھی میری بیعت سے مشرف فرما تاکہ وہ بھی اس وعدہ مغفرت میں شریک ہو جائیں، دو تین روز تک توقف کے بعد تیر دعا بہدف اجابت ہوا، اور خدا نے فرمایا کہ، سید محمد علی مؤلف کتاب ہذا کو اپنے اباو اجداد کی طرف سے وکیل کر کے ان کی طرف سے بیعت لے لے، بعد ادائے چاشت سید صاحب خوشی خوشی محمد علی کے گھر تشریف لاتے ہیں۔

مبارکباد دے کر مژدہ جانفزا سنایا اور فرمایا کہ اپنے باپ دادا کی طرف سے میرے ہاتھ پر بیعت ہو جا سید محمد علی یہ بشارت عظمیٰ سن کر انتہائی خوشی میں روتے ہوئے گرے اور اپنا سر سید احمد کے پیروں پر رکھ دیا (اسی کو تو سجدہ کہتے ہیں) اور عرض کیا خدا کیلئے سچ بتائیے کہ خدا نے صراحتہً اس خاکسار کمینہ کا نام ارشاد فرمایا قصہ کوتاہ سید صاحب نے اپنے باپ دادا کی جانب سے مرید کر لیا اور سید صاحب دادا وغیرہ بھی اس انعام و اکرام خداوندی میں شامل ہو گئے۔

مغفرت عام اور انعام بے پایاں سید صاحب کے طویل خط کو نقل کرتے ہوئے محمد علی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

"چونکہ جہاز محاذی بندر عدن رسیدہ لنگر کرد، آں روز پنجشنبہ بود ناخدائے جہاز، از جہاز فرود آمدہ بہ بندر مذکور گرفتہ ازیں فقیر درخواست نزول از جہاز کرد کہ فردا روز جمعہ است و ایں زمین عرب است نماز جمعہ دریں جا گزارند و فقیر را تردد ی بود کہ احیاناً اہل قافلہ را خصوصاً زنان را سبب غیوبت فقیر رنجے و تعبی میرسد در فرود آمدن خود متردد بودم شب جمعہ مرکبے دیگر بنظر آمد و آنروز دوربین سید یدم و اندیشہ آں بود کہ مبادا قزاقان و قطاع الطریق باشند و سموع شدہ بود کہ گاہے قزاقان و قطاع الطریق بر مسافران یورش میکنند و غارت مینمایند، اینمعنی موجب خلجان خاطر گشتہ بود حفاظت و صیانت بہرحال موجود مدعوا از جناب ایزدیست و در فرمود امدن از جہاز تردد زائد بہم رسیدہ بود کہ بارگاہ بے نیاز مطلق ارحم الرحمین جلشانہ بشارتی یافتم، بایں مضمون کہ تو بعدن برو و اینہارا برما بگذار یا سپرد ماکن و دریں بشارت ہر چند اہل قافلہ کہ در آں جہاز بودند ہمہ شامل لیکن خصوصیت اقربا

داد احق ایں عاجز زائد از دیگران دران بشارت فہمیدہ میشد،
صباح جمعہ کہ بر ورق سوار شدہ متصل کوہ عدن بکنارہ رسیدہ
بعد ادائے چند رکعت نفل دعا ہا کردم بحمد اللہ اجابت اذان،
بتو متوجہ بود مژدہا رسید یکے از جانب غیب بجال کسانیکہ ہمراہ فقیر
بودند عنایت خاصہ بطوری متوجہ شد کہ آنرا بپوشانیدن خلعتہائے
فاخرہ کہ از خوشنودی و رضای وافرہ است تعبیر تواں کرد، وایں حقیقت
مشاہدہ فقیر بتفصیل میشد و رحمتی تدریجا از تہا بعازمان حج کہ دران
جہاز سوار بودند من بعد بسائر سواران جہاز کہ اہل قافلہ درآنہا
بودند من بعد تمام پالعان بردست فقیر متوجہ شدہ، کہ مضمونش
بخشش و غفران بود ہمہ اینہا مفہوم میگشت و سابق ازیں دعای
برزبان فقیر اجرا فرمودہ بودند کہ حاصلش ایں بود کہ ایں دیار ملک و
جوار تو و پیغمبر تست صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم و مارا دریں جا
بفضل خود رسانیدہ پس عنایتی فرما الفاظ بعینہا محفوظ نیست
فاما مدعا ہمچنیں بود بعد ازاں کہ، ایں معنی معروض گردید اجابتش
ظاہر شد و نیز بہ نشر ہدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن
آثارش تا اقالیم روم ہمدرماں مژدہا میرسید و بشارت خاصہ در
حق ایں فقیر چناں بود کہ بکمال محبت و مودت خاص ارشاد شد
کہ تو ہر جا کہ خواہی بود بردر ما ہستی و مطلبش چناں می فہمیدم کہ چناں
غور و پرداخت بپاس خاطر و تفقد و تکفل ہر کار وعدہ کردہ بود،
مقتضائے عموم و فرط کرم از کریماں می باشد ہمچنیں آں اکرم
الاکرمین جل مجدہ حسب عظمت و علو شان بر حق ایں فقیر وعدہ
احسان واکرام فرمودہ و درینجا قریب یک ماہ توقف شد مردماں

بسیار درانجا بیعت میکردند...... درجوش رحمت دریافت
شد کہ ہر کہ امسال حج خواہد کرد بسبب تو بنا براں کہ تو درآنہا
خواہی بود ہمہ را بخشیدم و چونکہ جہاز محاذی یلملم رسید داستعداد احرام
کردیم فقیر غسل مینمود و چندی از رفقا غسل میدادند و اعانت دراں
کار میکردند مغفرتی و بخششے درحق ہمہا کہ ایں عمل می نمودند معلوم شد کہ
ہمہ آنہا آمرزیدہ شدند من بعد تلبیہ رسید شخصے دراں مجمع سبقت
کردہ بہ تلبیہ اش را نمی شنوم و روز حصول شرف سعادت دخول
در مکہ معظمہ بہر گاہ کہ از بیر ذی طوی گذشتہ متوجہ گرا شدیم تا از اں
راہ درائیم حالتی عجیب...... اشارتی رحمانی بود کہ شرح و
تفصیلش ہمیں است و ایں لفظ یاد است کہ ما خود از ہند گرفتہ تا
اقصائے بحار بخشیدیم و امرزش فرمودیم من بعد در خاطر وسوسہ
رسید کہ اما ایں عنایت مختص با احیا امت یا اموات ہم داخل اند گویا
رحمتی متوجہ بفقیر شدہ ممانعت ازاں میکند کہ تحصیص را گمان مبر در
رحمت عامہ را خاص مکن من بعد دیدم کہ مردگانرا آمرزشی رسیدہ بود
و آنا نکہ برنجی گرفتار بودند رہائی و مخلصی یافتہ خوش وقت میشدند
و ایں مغفرت عامہ بتمام مومنین رسیدہ ہر کرا در دل ایمانی گو
ضعیف شدہ باشد ازیں مغفرت محروم نماند۔"

(مخزن احمدی صـ ۱۱۲ تا ۱۱۵ ملخصاً)

اس طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاز بندرگاہ عدن پر لنگر انداز ہوا۔
میں (سید احمد) نماز جمعہ وہاں کی جامع مسجد میں پڑھنا چاہتا تھا مگر اہل قافلہ
خصوصاً عورتوں کی وجہ سے متردد تھا، ڈاکوؤں کا خطرہ لاحق تھا بشارت ہوئی کہ
کہ تم نماز پڑھنے جاؤ جہاز پر قافلہ کی نگرانی ہم کریں گے، بعد ادائے نماز چند رکعت

نفل میں نے دعا کی میری دعا مقبول ہونے کی بشارت دی گئی، اور میری طرف عنایت بطور خاص متوجہ ہوئی ا۔ خلعتہائے فاخرہ از خوشنودی و رضامندی سے نوازا گیا اور بشارت دی گئی کہ تیرے ہاتھ سے ہدایت ونشر واشاعت ملک عرب میں ہوگی اور اس کے آثار اقالیم روم تک پہنچیں گے ...... منیٰ میں اسی طرح ایک ماہ کے قیام میں ہزاروں نے بیعت کی بتایا گیا اس سال جتنے لوگ حج کریں گے تیری وجہ سے سب کو بخش دوں گا۔ محاذ یلملم پر احرام کیلئے میں نے غسل کیا جن لوگوں نے مجھے غسل کرایا ان سب کی بخشش کی بشارت دیدی گئی پھر بتایا گیا جو تلبیہ میں تجھ سے سبقت کرے گا میں اس کا تلبیہ نہ سنوں گا۔ بیرذی طوئی سے گزر کر عجیب حالت طاری ہوئی اور حاضرین نے دیکھا کہ میری لبیک کو شرف اجابت حاصل ہوا اور ارشاد ہوا کہ جتنے گنہگار دور سے ہمارے حرم میں آئے ہیں جن کو میں لایا ہوں ان سب کا مدعا یہ ہے کہ وہ خود مستحق رحمت وعنایت ہیں اور کچھ ایسا محسوس ہوا کہ ہند سے اقصائے بخارا تک سب کو بخش دیا مجھے خیال ہوا کہ یہ عنایت محض زندوں کیلئے ہے یا مردے بھی اس میں داخل ہیں جواب ملا کہ سب کیلئے چنانچہ سب کو رنج وتکلیف سے نجات مل گئی اور وہ سب خوش ہو گئے۔

ملاحظہ ہو کہ سید صاحب کی وجہ سے جتنے حاجی آئے اور خدمت گزار سب کو بخش دیا گیا اور ہند سے اقصائے بخارا تک کے تمام مردمان زندہ و مردہ سب کی مغفرت فرمادی گئی اور وہ سب خوش ہو گئے دلو کان فاجرا۔ مگر یاد رہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا وہ تو اپنی بیٹی فاطمہ کو بھی عذاب نار سے نہیں بچا سکتے بلکہ خود اپنی جان کا ہی خوف ہے معاذ اللہ

سید صاحب کی جلالت علمی | نیز غور طلب یہ امر ہے کہ سید صاحب کو بشارت دی جاتی ہے کہ ملک عرب میں ہدایت کی نشر واشاعت سید صاحب کے ہاتھ سے ہوگی، حالانکہ ان کی عظمت وشان کا یہ عالم ہے کہ باوجود کوشش

بسیار کے بھی نرے جاہل رہے جسکا سید صاحب کے پرستاروں کو بھی اقرار ہے سید محمد علی لکھتے ہیں۔

"تا آنکہ بمدت سہ سال در مکتب نشستند بجز چند سورہ قرآن شریف بہزار سعی و کوشش اوستاد فریاد نگشت و در نوشت غیر مفردات مرکبات ترتیب نیافت۔" (مخزن احمدی ص۱۲)

"مکتب میں تین سال بیٹھے استاد کی ہزار کوشش کے باوجود سوائے چند سورہ قرآن کے کچھ یاد نہ ہوا اور تحریر میں سوائے مفردات کے کچھ نہ پایا"

معروف سوانح نگار مرزا حیرت دہلوی فرماتے ہیں۔

"بزرگ سید احمد بچپن سے اپنے غیر معمولی سکوت کی وجہ سے پرلے درجہ کا غبی مشہور ہو گیا تھا اور لوگوں کا خیال تھا کہ اسے تعلیم دینا بے سود ہے کبھی کچھ آئے جائے گا نہیں" (احیات طیبہ ص۲۸۹)

نیز یہی مرزا حیرت لکھتے ہیں۔

"سید صاحب کی بے ذوقی اور بد شوقی بایں جا رسید کہ کریما کا پہلا مصرع "کریما بہ بخشائے برحال ما" خاصہ دعائیہ ہے مگر یہ بھی بزرگ سید کو تین دن میں یاد ہوا تھا اس پر بھی کبھی "کریما" بھول گئے اور کبھی برحال ما کو دل سے محو کر دیا" (احیات طیبہ ص۲۹)

نیز مرزا حیرت لکھتے ہیں۔

"جب وہ (سید احمد) ایک ایک جملہ کو گھنٹوں جپتے جاتا تب کسی قدر یاد آتا تھا اور دوسرے دن تماشا یہ تھا کہ وہ بھی چوپٹ جب یہ کیفیت ہوئی تو والدین اور میاں جی کی تنبیہ پڑنے لگی اور گھر کی جھڑکی آنکھیں نکالنے سے گزر کر مار پیٹ تک پہنچ گئی اس سے بھی

والدین کی آرزو پوری نہ ہوئی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ قدرتی طور
اس کے دماغ میں قفل لگ گیا ہے اور یہ کسی طرح کی تنبیہ سے نہیں
پڑھ سکتا تو ناچار ہو کر پڑھنے سے اٹھالیا۔" (حیات طیبہ صـ ۲۹۱)
اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ارشاد فرماتا ہے۔

وتلک الامثال نضربها للناس	اور یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے بیان فرماتے ہیں
وما یعقلها الا العلمون ۵	اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے

تماثیل بیان فرمائی جاتی ہیں فہم مفہوم کیلئے اور تماثیل کو علماء کرام ہی جانتے ہیں کوئی جاہل نہیں سمجھ سکتا تو پھر نفس مضمون جاہل کس طرح سمجھ سکتا ہے پھر ایسا کوڑھ مغز (غبی) جاہل جو برسوں محنت شاقہ مزید برآں میاں جی اور گھر والوں کی تنبیہ جلیل کے باوجود سوائے چند سورہ قرآن کچھ حاصل نہ کر سکا وہ اہل عرب کی ہدایت و ارشاد کیلئے منتخب کیا گیا۔

ع:۔ آنکس کہ خود گم است کرا رہبری کند۔

سید صاحب کا اپنے مکان کو جنت میں لے جانا مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری لکھتے ہیں۔

"جس فجر کو آپ (سید احمد) روانہ ہونے کو تھے اس رات آپ کے مکان تو تیار شدہ کی روح بہ ہیئت انسانی ظاہر ہوئی اور آپ کی جدائی میں بہت رنج وملال ظاہر کر کے ایک دوسری مخلوق الٰہی سے جو وہاں حاضر تھی مخاطب ہو کر کہنے لگی کہ کل کو ہمارا آقائے نامدار ہم کو چھوڑ کر چلا جائے گا یہ کہہ کر ایسا زار زار رونا شروع کیا کہ اثر اس اس گریہ وزاری کا سید صاحب پر بھی ہو گیا۔ اور آپ بھی رونے لگے اور چونکہ آپ کو اس وقت حضوری الٰہی ہو رہی تھی، آپ نے

اللہ رب العزت سے عرض کیا یہ سب تیرا فضل وکرم ہے اور یہ الفت اس روح کو تیرے ہی انعام کے سبب ہے، ورنہ مثل میرے ہزارہا آدمی اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کبھی کوئی مکان ان کے واسطے رنج وملال نہیں کرتا، سوائے رب تو ہی اپنے فضل سے اس مکان کو تسکین دے! اس وقت جناب باری سے حکم ہوا کہ اس مکان کو ہم جنت میں داخل کریں گے یہ اس روح مکان نے خود بھی سنا اور میں نے بھی بہ تعمیل الٰہی اس کو یہ بات سنادی"

(سوانح احمدی صفحہ ۴۶-۴۷، اور سید محمد علی صاحب نے یہ حکایت رنگ آمیزی کے ساتھ مخزن احمدی صفحہ ۱۱۲ پر نقل کی ہے)

روح سمندر سے مقابلہ سید محمد علی صاحب نقل کرتے ہیں۔

"از کلکتہ روانہ شدہ بدریائی شور رسیدیم وآثار دریائی شیرین منقطع گردید، روح دریائی شور بکمال ابہت وشوکت وبدبہ وطمطراق، کہ حق تعالیٰ اورا عطا فرمودہ پدیدار گشتہ بافقیر (سید احمد) ملاقات کرد، وبمقابلہ ومواجہ استاد الفاظ یاد نیست، اما ایں قدر محفوظ کہ رعب وہیبت خود نمود ودر خواست میکرد کہ التجائی وتفرعی پیش او کردہ شود، چونکہ گاہی اورا ندیدہ بودم وبکمال شوکت وبزرگی پیش آمد از شوکت وابہت آں متعجب شدم فاما در آنجا بخیال مشاہدہ حضرت ذوالجلال جلشانہ حاصل بود، ہرگز غیبتی وغفلتی از اں سو نبود چوں ہیبتش دیدم ودر خواست او معلوم کردم، رعب وترس آں اصلا در نفس من اثر نکرد وپرواۓ آں ننمودم، در جواب آں گفتم کہ من وتو ہر دو بندہ خداۓ تعالیٰ ہستیم، مرا از التجا

بتو چکار ہرگز بسوئی تو التجا نخواہم برد بلکہ تو و من و آسمان و زمین و
مور و چہار و ہمہ ہا بدست قدرت مالک خود یکساں ہستیم، و مدح و
ثنای و عظمت و کبریائی حضرت حق جلت عظمتہ بیان نمودم آں
روح ایں بیان شنیدہ از مواجہ رخصت۔"

(مخزن احمدی ص ۱۱۲)

اس حکایت کو مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری اس طرح بیان کرتے ہیں۔

یہاں ایک واقعہ عجیب اور حادثہ غریب ظہور میں آیا اور وہ یہ ہے کہ روحانیت سمندر کی ایک ہیبت ناک صورت بن کے حضرت سید احمد کے سامنے آئی اور نہایت غرور و تکبر سے بولی کہ تو اپنی جان سے سیر ہو کر ایسی جسارت کر کے میرے اندر ہلاک ہونے کو کیوں آیا ہے تو نہیں جانتا کہ میں وہ سمندر ہوں جس نے ایک دم میں فرعونیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور میں ہوں کہ ہزاروں جہاز اور کشتیاں میرے اندر تباہ ہو جاتی ہیں اور میں وہ بحر محیط ہوں کہ ساری زمین کو مع ساکنان زمین کے گھیرے ہوئے ہوں اگر میں چاہوں تو ایک دم میں سارے ساکنان زمین کو غرق آب کر دوں بس معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہے مگر اس قدر خلقت کو اپنے ساتھ لے کر کیوں ہلاک کرنا چاہتا ہے، سید صاحب نے جب یہ کلمات نخوت آمیز سمندر سے سنے تو اس وقت آپ کو الہام ہوا کہ تو سمندر سے کہدے کہ تو کیسی غرور اور تکبر کی بات کرتا ہے، میں اور تو دونوں غلامان غلام اس جبار اور قہار کے ہیں تو اللہ سے ڈر اور میرے روبرو اس قدر شیخی نہ بگھار، یہ کبر و منی فقط اسی رب الارباب کو شایاں ہے جس کے بحر قدرت کے سامنے تو مثل ایک قطرے آب کے بھی نہیں، تیرا کیا اختیار ہے کہ تو کسی کو غرق کرے بلا حکم اس قہار کے تو ایک حرکت کرنے پر بھی قادر نہیں ہے، جب حضرت کے منہ سے یہ کلمات

دلیرانہ اور موحدانہ سنے جناب سمندر مثل حباب غائب ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر
کے بعد مثل بید کانپتے ہوئے حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں تو
اس قادر کریم کی مخلوقات میں سے ایک ادنیٰ مخلوق ہوں اور رات و دن اسکے
خوف سے تھر تھراتا اور اسکی عظمت کے سامنے سر پٹکتا رہتا ہوں، مری کیا طاقت
کہ بغیر اس کے حکم کے حرکت کر سکوں یا کسی کو ایذا پہنچا سکوں میں پہلی بار فقط
آپ کا ایمان جانچنے کے واسطے حاضر ہوا تھا جب میں نے آپ کو خوب پختہ پایا
تو اب میں واسطے اظہار اطاعت کے حاضر ہوا ہوں آپ کا غلام فرمانبردار اور خیر خواہ
ہوں اور یہ کہہ کر رخصت ہوا۔ (سوانح احمدی ص۵۸)

یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ان کا عقیدہ
ایمان یہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز
کا مختار نہیں وہ اپنی جان کے نفع و نقصان کے مالک نہیں وہ اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی آگ دوزخ سے نہیں بچا سکتے اور سید صاحب نے تمام
زمانہ کے لوگوں کو جن میں اسلاف ماضی بھی شامل جنت میں پہنچا دیا۔

ازلی برگزیدہ اور یارانہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی رقمطراز ہیں۔

"اجتبائے ازلی جو کہ ازل الازال میں پوشیدہ تھی منصۂ ظہور پر جلوہ گر
ہوئی اور عنایت رحمانی اور تربیت ربانی بلا واسطہ آپ (سید احمد)
کے حال کی متکفل ہوئی اور پے در پے معاملات اور بے شمار
واقعات وقوع میں آئے، یہاں تک کہ ایک دن حضرت حق جل وعلا
نے آپ (سید احمد)

کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا، اور کوئی چیز
امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع تھی آپ کے سامنے
رکھ کر فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عنایت کی ہے اور اور چیزیں

بھی عطا کریں گے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۸۰)

اللہ عزوجل کا خاص اپنے دست قدرت سے سید احمد کا داہنا ہاتھ پکڑنا

صرف سید احمد ہی کا حصہ ہے کیونکہ ازلی چنے ہوئے برگزیدہ ہیں اس میں کسی دوسرے کا حصہ نہیں موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام عرض کرتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ قال رب ارنی انظر الیک "اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں" قال لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا۔ "فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش" موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام رسل اولوالعزم سے ہیں مگر ایک تجلی کی جو پہاڑ پر چمکی تاب نہ لا سکے بے ہوش ہو گئے اور پہاڑ پاش پاش ہو گیا پھر تجلی کا چمکنا اور ہے اور خدا کا خاص اپنے دست قدرت سے سید احمد کا ہاتھ پکڑنا اور ہے ہم اور تمام انسان آفتاب کو جو کہ چار ہزار سال کی راہ پر ہے زمین سے روزانہ دیکھتے ہیں مگر کوئی بے ہوش نہیں ہوتا اس کے باوجود آفتاب کے قریب کوئی نہیں جا سکتا اگر کوئی جائے جل کر خاک ہو جائے اس سے سید احمد کا مرتبہ ظاہر ہے کہ ایک یار نے دوسرے یار کا ہاتھ پکڑ لیا جہاں نہ نبی و رسل کی گنجائش نہ ملک و ملک مقرب کی رسائی۔

خدا کی تجلی اور سید صاحب کی دلیری مولوی محمد علی صاحب نقل کرتے ہیں کہ:۔

"چو بحدی رسید کہ بہ قاب وقمری معرف است۔۔۔۔ آنوقت تجلی نمودار شد کہ از جانبی می رفت وارشاد شد کہ اگر ترا غرق کنم چہ خواہی کرد کدام کس خواہد بر آورد عرض کردم کہ خداوندا اگر غرق

شدن من پسندیدہ تست و مرا غرق کنی و تمام عالم مرا خواہد کہ بگیرد و
برآورد و دستگیری من کند ہر گز راضی برآمدن نیستم و دست خود
بدست کسے نخواہم داد کیفیتی کہ بہ تبسم تواں گفت نمودار شدہ
فرمود کہ ترا غرق نخواہم نمود۔"

(مخزن احمدی صـ ۱۱۳)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاز جب قاب وقمری میں پہنچا اسوقت خدا کی تجلی نمودار ہوئی اور ارشاد ہوا کہ اگر میں تجھکو غرق کر دوں تو تو کیا کرے گا میں نے عرض کیا اگر میرا غرق کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے غرق کر دے فرمایا کہ میں تجھے غرق نہ کروں گا وہ بھی تو تجلی ہی تھی جو طور پر چمکی کہ موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

خدا سے دلیری اور مقابلہ | مولوی محمد علی صاحب نقل کرتے ہیں۔

"روزیکہ از ڈلمئو روانہ شدیم و در کشتی سوار میشدیم چناں مفہوم گشت کہ کشتی فلانی ازیں کشتیہا غرق خواہد شد و در آں کشتی از اسباب مردم بار شدہ بود برائے ایں فقیر (سید احمد) کشتی دیگر غیر آں معین شدہ دانستم کہ اگر تقصیر کسے خواہد بود پس من ہم بوجہی ہر چند غفلتی شدہ باشد در آں تقصیر شاملم آمادگی سواری خود در آں کشتی نمودم از جانب غیب ارشاد شد کہ الحال آنرا کشتی غرق نخواہم کرد۔"

(مخزنِ احمدی صـ ۱۱۳)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ سید احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ڈلمئو سے جب ہم کشتیوں میں روانہ ہوئے تو خدا نے مجھے بتایا کہ فلاں کشتی میں نہ بیٹھنا اسے غرق کر دینے کا حکم ہے مگر میں اپنی خطا محسوس کر کے اسی میں سوار ہو گیا غیب سے فرمایا گیا کہ تیری وجہ سے ہم نے اپنا حکم واپس لے لیا اب ہم کشتی غرق نہ کریں گے۔ معلوم ہوا کہ سید احمد کے خدا کا بھی سید احمد صاحب کے سامنے کوئی بس

نہیں چلتا اس کو مجبوراً اپنا حکم واپس لینا پڑا نیز اسی کو مولوی اسمٰعیل اور دیوبندیوں نے امکان کذب باری کی دلیل بنایا پھر بطور نمونہ یہ چند واقعات نقل کردیئے اگر ان کے واقعات جمع کئے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔

دیوبندیوں کے غوث الاعظم مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی فرماتے ہیں۔

"آپ (رشید احمد گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔

(تذکرۃ الرشید جلد دوم ص۱۷)

اس زمانہ میں ہدایت ونجات رشید احمد گنگوہی کے اتباع پر موقوف ہے حق وہی ہے جو ان کی زبان سے نکلتا ہے اب نہ قرآن کی حاجت نہ حدیث کی ضرورت اور یہ بات بطور تبلیغ کہ زمانہ میں اس امر کی اشاعت کردی جائے پھر قسم کے ساتھ موکد کرکے بتادیا کہ ہدایت ونجات رشید احمد کے اتباع پر موقوف ہے من یطع اللہ ومن یطع الرسول کا زمانہ ختم ہوگیا قرآن پر اس وقت بھی کسی نے ایسا حکم نہیں لگایا کہ قرآن کریم کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے مگر اب تقویت الایمان کے بارے میں رشید احمد گنگوہی نے لکھ دیا کہ تقویت الایمان کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے جس نے تقویت الایمان پر عمل نہ کیا وہ عین اسلام سے محروم ہوگیا' تقویت الایمان کہتی ہے۔ "یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو (ملائکہ مقربین اور انبیاء ومرسلین وغیرہ) یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے قرآن کہتا ہے۔ وللہ العزۃ

ولرسولہ وللمومنین عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے
اور تقویت الایمان کہتی ہے کہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں
یعنی چمار اللہ کی شان کے آگے اتنا ذلیل نہیں جتنا......... اب اگر
ہدایت و نجات کے طالب ہو تو رشید احمد کی اتباع کرو تقویت الایمان پر ایمان لاؤ
اس کو حرز جان بناؤ اور قرآن کے پاس مت جاؤ وہ تو انبیاء مرسلین علیہ الصلاۃ
والسلام کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیتا ہے اور اب تو نجات رشید احمد
کے اتباع پر موقوف ہے۔

دیوبند کے قطب ربانی رشید احمد گنگوہی | بعد انتقال رشید احمد گنگوہی
محمود الحسن شیخ دیوبند نے گنگوہی کی شان میں مرثیہ لکھا جس میں فرماتے ہیں۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی (ص۵)

اسلام کا بانی اللہ عزوجل ہے تمام انبیاء مرسلین اسلام کی آبیاری اور
خدمت گزاری کا فریضہ انجام دیتے رہے گویا گنگوہی خدا کے ثانی ہیں (معاذاللہ)
چنانچہ لکھتے ہیں۔

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی (مرثیہ ص۱۲)

قبر کو طور سے تشبیہ اور گنگوہی کو اپنے رب سے مماثلت کر کے ارنی
بار بار فرمار ہے ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے رب ارنی فرمایا
تھا وہی حال یہاں بھی ہے اور فرماتے ہیں۔

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی (مرثیہ ص۱)

کعبہ میں گنگوہ کا راستہ تلاش کرنا کہ کعبہ عبادت وسیلہ ہے اور گنگوہ عبادت مقصودہ ہے لہٰذا ذوق عرفانی کے مخمور کعبہ میں گنگوہ کا راستہ تلاش کر رہے ہیں۔

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی | مولوی عاشق الٰہی فرماتے ہیں۔

"واللہ العظیم مولانا (اشرفعلی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔"

(تذکرۃ الرشید صـ ۱۱۳)

ہے کوئی مخلوق میں اس مرتبہ کا جس کے پاؤں دھو کر پینے سے آخرت میں نجات مل جائے عاشق الٰہی قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ اشرفعلی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا باعث ہے دیکھو تمہارے رسول نے تو اپنی لاڈلی بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہدیا تھا کہ آخرت کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی تدبیر کرے مگر دیوبندی دھرم میں اشرف علی تھانوی کے پاؤں دھو کر پی لینا ہی دوزخ سے نجات کے لئے کافی ہے۔

مولوی محمد الیاس دہلوی کے خدام | مولوی محمد الیاس دہلوی بانی تبلیغی جماعت حافظ سلیمان صاحب کو ایک خط میں تحریر کرتے ہیں۔

"اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے ہیں تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کر لیں تب بھی ذرّہ نہیں ہل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لے لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے۔"

(مکاتیب شاہ محمد الیاس صـ ۱۰۶-۱۰۷)

یہ دیوبندی جسارت کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ خدا کی مشیت کو حیلہ بنا کر انبیاء
مرسلین کی شان گھٹائیں اگر خدا کی مشیت بیان کرنا مقصود تھا تو یوں بھی کہہ سکتے
تھے کہ اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے رشید احمد گنگوہی ہوں یا قاسم
نانوتوی اشرفعلی تھانوی ہوں یا اسمٰعیل دہلوی کسی کتاب کی ایک سطر نہیں
سمجھ سکتے حدیث کے ایک جملہ کی ترجمانی نہیں کر سکتے باوجود کوشش بسیار کے
قرآن کریم کی ایک آیت کا مطلب بیان نہیں کر سکتے اور اگر کرنا چاہیں تو ایک
جاہل چمار رو ڈپر جوتیاں گانٹھنے والا قرآن کریم کی تفسیر اور حدیث شریف کی
تشریح میں سینکڑوں کتابیں لکھ دے اسی طرح مشیت خدا کو حیلہ بنا کر اگر
کوئی دیوبندی یہ کہے کہ وزیر اعظم پاکستان کو کسی چیز کا اختیار نہیں وہ حکومت
پاکستان کے خزانے سے کسی کو ایک روپیہ بھی نہیں دے سکتے اور ایک چوڑھا
چمار جس کو چاہے لاکھوں اور کروڑوں روپیہ دیدے سیکڑوں ایکڑ زمین
اور بنگلے جس کے نام چاہے الاٹ کر دے تو وہ اپنی اس بات میں کہاں تک
سچا ہے ہر نادان سے نادان جاہل بھی جانتا ہے کہ تاج سر ہی پر رکھا جاتا ہے
وہ پیروں میں نہیں پہنا جاتا لبس اللہ عز وجل نے انبیاء مرسلین کو مخلوق کیلئے
ہادی اور فرمانروا ہی بنایا ہے جو کام یہ کر سکتے ہیں وہ کوئی دوسرا انجام نہیں
دے سکتا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام مٹی کی مورت کو پرند بنا دیتے بیماروں
کو اچھا اندھوں کو انکھیارا بنا دیتے بلکہ مردوں کو زندہ کر دیتے ہاں ہاں ہے
کوئی دیوبندی تبلیغی ملاں جو یہ کام کر دکھائے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو ہماری
کتاب ”دہلی کے پیر برکات“[1] الحاصل مولوی الیاس صاحب اپنے خدام بندگان
بیدام کے بارے میں یہ فرماتے ہیں جو کام باوجود کوشش انبیاء کرام نہ کر سکیں

[1] مطبوعہ، مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدرآباد۔

وہ تبلیغی جماعت کے بندے کر دکھائیں جب خدام کا یہ مقام ہے تو مخدوم و مقتدا کا عالم کیا ہوگا انہوں نے کھل کر نہیں بتایا صرف اتنا ہی فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر کی تفسیر خواب میں یہ القا ہوئی کہ تم مثل انبیا علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔"

(ملفوظات محمد الیاس صہ ۵۱)

مولوی حسین احمد صدر دارالعلوم دیوبند یا خدائے دیوبند؟

مولوی حسین احمد ٹانڈوی جو ٹانڈہ میں پیدا ہوئے ان کو دیوبندیوں نے مدنی بنا دیا، جمعیۃ العلما ہند اور دارالعلوم دیوبند کے صدر تھے، ان کے بارے میں قاری فخرالدین صاحب یوں گویا ہوئے۔

"یہ (مولانا ٹانڈوی) انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟؟ نہیں نہیں!! میرا ضدی قلب اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا کہ وہ انوار قدسیہ کا سرچشمہ فرشتہ ہو سکتا ہے (چند سطر بعد) تو پھر آخر وہ کیا ہے؟ کیا وہ انسان ہی ہے؟ اگر ہے تو ہوگا لیکن ہاں ہاں وہ انسانوں جیسا انسان تو نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے جنہیں عام طور پر آنکھیں دیکھتی، کان ان کی بات سنتے، اور دل ان کی صحبتوں سے تاثرات کے حصے حاصل کرتے رہتے ہیں (چند سطر بعد) زیادتی تفکر نے تحریر کو روانی بخشی، بالآخر کسی فیصلہ کی حد تک پہنچے ہوئے قلب مضطرب، عقیدت و محبت کی زنجیروں میں جکڑ گیا۔"

(خون کے آنسو حصہ اول صہ ۱۸۱)

بحوالہ نذر عقیدت صہ ۵

قاری فخر الدین صاحب مولوی حسین احمد صاحب کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر سکے بیچارے مضطرب ہی رہے بالآخر یہ فیصلہ دیوبند سے شائع کیا گیا۔

فرماتے ہیں۔

"تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے! کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا۔"

(خون کے آنسو حصہ اوّل ص۱۹۷ بحوالہ الشیخ الاسلام ص۵۹)

اس سے معلوم ہوا کہ خدا خود حسین احمد ٹانڈوی المعروف مدنی کے روپ میں اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر ٹانڈہ اور دیوبند کے گھروں میں رہا اور دار العلوم دیوبند کی صدارت کا فریضہ انجام دیتا رہا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

تبلیغی جماعت کے امیر مولوی زکریا کا انکشاف

مولوی محمد زکریا صاحب نقل فرماتے ہیں۔

"کہ مشائخ کے یہاں جو مقرَّبین بصیغۂ اسم مفعول ہوتے ہیں، ان میں دو مُکَرِّبین بصیغہ اسم فاعل بھی ہوتے ہیں، ہر وقت شیخ کو اور دوسرے متعلقین کو کرب میں رکھتے ہیں، جھوٹ سچ لگاتے رہیں جس سے چاہا شیخ کو ناراض کر دیا، جس سے چاہا راضی کر دیا بحمد اللہ ہمارے بزرگ اس سے صاف ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب تو کسی کی شکایت سنتے ہی نہ تھے جہاں کسی نے کسی کی شکایت شروع کی فوراً"

منع فرما دیا کرتے تھے کہ خاموش رہو میں سننا نہیں چاہتا۔ اسکے بعد کسی کی ہمت ہی شکایت کی نہ ہوتی تھی، اور حاجی صاحب سب سن کر فرما دیتے تھے کہ تم نے جو کچھ بیان کیا، اور فلاں شخص کی شکایت کی، سب غلط ہیں میں جانتا ہوں اس شخص کو وہ ایسا نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا، حضرتِ گنگوہی کا اس بارے میں کیا معمول تھا؟ فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت سے سوال کیا تھا کہ "آپ سے لوگ دوسروں کی شکایت بیان کرتے ہیں آپ پر کوئی اثر ہوتا ہے؟" فرمایا کہ "ہوتا ہے اور وہ یہ کہ میں سمجھ لیتا ہوں کہ دونوں میں رنجش ہے۔"

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے جوابات ص ۶۹-۷۰)

معلوم ہوا کہ (معاذ اللہ) بزرگان دین کے مصاحبوں میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں، جو چغلی کرتے، دوسروں کو برا بھلا کہتے، کسی سے اپنے شیخ کو ناراض کر دیا، اور کسی سے راضی! مگر اولیاء دیوبند کی مجالس ایسے لوگوں سے صاف ہیں۔ اگر کوئی ایسی حرکت کرتا بھی تو وہ اولیائے دیوبند اس کا مطلق اثر نہ لیتے،
اور بعض تو برائی کے شروع کرتے ہی منع فرما دیتے کہ "خاموش رہو" پھر کس کی مجال کہ زبان کھولے "خانہ دیوبند ہمہ آفتاب است"؟!!

اللہ اور اس کے رسول سے دیوبندی عداوت

مثل مشہور ہے کہ:

نظر عیب پر کب پڑتی ہے رضامندی میں
لیک بیزاری میں آتے نظر عیب تمام

اولیاء دیوبند کی دوستی اور محبت کا یہ عالم کہ ان کی جناب میں کوئی

جو غلخور کسی کی غیبت نہیں کر سکتا اگر کوئی غیبت کرے بھی تو ان پر اثر نہیں ہوتا وہ اس عیب سے پاک ہیں مگر ان کے نزدیک محمد رسول اللہ اس عیب میں ملوث ہیں تبلیغی جماعت کے امیر مولوی محمد زکریا لکھتے ہیں۔

"حضرت حذیفہ، حضرت سلمان کے پاس گئے، اور ان سے دریافت کیا، آپ میری ان احادیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو خود آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہیں! حضرت سلمان نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرما دیتے تھے اور بعض اوقات بعض لوگوں کی کسی مسرت کی بات پر مسرت کا اظہار فرما دیتے تھے تم اس قسم کی روایات نقل کرنے سے یا تو رک جاؤ کہ جنکی وجہ سے بعض لوگوں کی محبت اور بعض لوگوں کی طرف سے لوگوں کے دل ناراضی پیدا ہو اور آپس میں اختلاف پیدا ہو تم کو معلوم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا کہ میں ایک آدمی ہوں دوسرے آدمیوں کی طرح سے مجھے بھی غصہ آجاتا ہے۔"

(تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات ص ۷۰-۶۹)

مولوی زکریا صاحب نے کس چابک دستی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو معاذ اللہ مجرم اور گنہگار ثابت کیا۔

اوّلاً:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہنا کہ آپ میری ان احادیث کی تصدیق کیوں نہیں کرتے جو خود آپ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہیں

اس سے حدیث کی صحت کا ثبوت حاصل۔

ثانیاً:۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا اس کی شہادت لازم۔

ثالثاً:۔ حدیث کی روایت کا انکار نہیں فرماتے بلکہ اس کی قباحت کی وجہ سے تصدیق نہ کرنے کا سبب بیان فرماتے ہیں۔

رابعاً:۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناراضی کے درمیان میں بعض لوگوں کے متعلق کچھ فرما دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور کی خدمت میں لوگوں کی برائیاں بیان کرتے جنکو عرف عام میں چغلی سے تعبیر کیا جاتا ہے تو صحابہ کرام کو معاذ اللہ چغلخور بتایا۔

خامساً:۔ اللہ عزوجل کا ارشاد تنہون عن المنکر کا خلاف کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ برائی سے منع فرمانا واجب تھا اس کو منع نہ فرمایا۔

سادساً:۔ چغلخور کی بات پر اعتماد فرمایا اور جسکی برائی سنی اس پر غصہ ہو کر کچھ کہہ دینا۔

سابعاً:۔ اگر غصہ میں صحیح کہا تو اس کی نقل میں کوئی قباحت نہ تھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ اللہ غلط فرمایا جب تو حضرت سلمان نے حضرت حذیفہ کو نقل کرنے سے منع کیا۔

ثامناً:۔ کسی پر غلط الزام عائد کرنا بے گناہ کو مجرم اور گنہگار بتانا ہے یہ کذب وبہتان ہے۔

تاسعاً:۔ کذب (جھوٹ) منافی نبوت ہے نبی کبھی جھوٹ نہیں بولتا تو بے گناہ کو گنہگار سمجھ کر برا کہنا کیسا؟

عاشراً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ۔ اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عیب جوئی کو منع فرماتا ہے اور یہاں بے عیب کو عیب لگایا جاتا ہے، وہ غیبت کی برائی بیان فرماتا ہے، یہاں غیبت کا مرتکب بتایا جاتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

احدعشراً۔ اس کے باوجود اللہ عزوجل نے حکم فرمایا کہ "رسول کی اطاعت کرو"، مطلق ارشاد فرمایا گیا کسی قسم کا کوئی استثنیٰ نہیں۔ اور فرمایا "من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" اور فرماتا ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔ اور وہ (رسول) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انھیں کی جاتی ہے"

اللہ قادر وقہار کا فرمان اور مولوی زکریا کا بیان، پھر غور سے پڑھئے کہ علمائے دیوبند کے بیان، اللہ واحد قہار کے فرمانِ ہدایت نشان، کے بالکل مخالف ہیں۔ پس ہماری ہدایت کیلئے قرآن اور دیوبندیوں کیلئے تقویت الایمان ہے۔ لکم دینکم ولی دین یہی ہمارا پیغام ہے۔

اللہ سبحان قدوس اس عجالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائے اور فقیر کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین آمین آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا ومولینا محمد والہ واصحابہ وبارک وسلم

فقیر خاکپائے رضا

۱۲ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ — ابوالرضا محمد عبدالوہاب القادری رضوی غفرلہ — ۳؍ اپریل ۹۳ء

تحدیث نعمت

از:- علامہ نبیل حضرت مولانا مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی
شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات۔ حیدرآباد

الحمد للہ الکریم، حضرت علامہ محمد عبدالوہاب خاں القادری البرکاتی مدظلہم العالی و دامت برکاتہم العالیہ کے اس رسالہ ذیشان برکت نشان کی تبییض خود حضرت محقق دوراں نے اس فقیر قادری کے ذمہ لگادی۔ اور آج فقیر قادری اس عظیم بار سے سبکدوش ہوا۔

فقیر قادری ابوحماد احمد میاں برکاتی غفرلہٗ
خادم الحدیث النبوی شریف
و خادم دارالافتاء
دارالعلوم احسن البرکات
حیدرآباد

۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ
۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء

مصنف کی دیگر تصانیف (غیر مطبوعہ)

- سنت محبوب سبحانی در مسئلہ اذان ثانی
- اعلحضرت و علمائے دین بر تکفیر مرتدین
- کراہت اعتجار بحکم سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم
- احکام المبین فی حکم الکفار والمنافقین
- وسیلہ نجات، فخر موجودات
- تلاش حق
- سلامتی کا واضح نشان صلوٰۃ وسلام قبل اذان
- الیس الانسان فی ازالۃ وساوس الشیطان
- ذکر سعید بجواب درس توحید
- رسول رب العالمین اور القان غیر مقلدین
- تراجم قرآن بظل القان
- شماچہ بجواب طمانچہ

تصانیف

مولانا محمد عبد الوہاب خاں قادری

مطبوعہ

- مودودی تفسیر تفہیم القرآن کا جائزہ
- مودودی اور قرآن
- عظمت قرآن بمقابلہ تقویت الایمان
- جماعت المسلمین کی گمراہی
- تعارف علمائے دیوبند
- تقلید ائمہ ملت
- علمائے دیوبند کا عرفان
- قادری تلوار (صمصام)
- غیر مقلدین بمقابلہ رب العالمین
- (نبی الانبیاء ماحی الذنوب والخطا) نبی گناہوں کو مٹانے والے
- بدگمانی گناہ کبیرہ ہے
- دامن کو ذرا دیکھ
- مکروہات نماز
- اکرام المومنین
- شمع ہدایت اور تبلیغی جماعت
- سبیل المومنین فی قرآن مبین
- دل کا علاج (کشاف)
- مقام انسانیت

مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ ٭ حیدرآباد